ماہنامہ نعت لاہور

بہزاد لکھنوی کی نعت

جلد ۶ جون ۱۹۹۳ شمارہ ۶

زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کی نعت

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر

مینجر: اظہر محمود

قیمت- ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰ روپے (زرِ سالانہ)

خطاط: منظر رقم

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر: جیم پرنٹرز- لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

کمپیوٹر کمپوزنگ: نعت کمپوزنگ سنٹر

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید، بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸- اردو بازار- لاہور

اظہر منزل- مسجد سٹریٹ نمبر ۵- نیو شالامار کالونی- ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) فون ۷۴۶۳۶۸۴ پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰

بسم اللہ تعالیٰ

ہر شہر شہر ہے لیکن اپنے خاص نام سے پہچانا جاتا ہے
دنیا میں البتہ ایک شہر ایسا بھی ہے جسے صرف "شہر" کہیں تو ہر رنگ،
ہر نسل، ہر ملک کا مسلمان سمجھتا ہے کہ کس شہر کا ذکر کیا جا رہا ہے
مدینہ اس شہر کو کہتے ہیں،
دنیا کی کوئی زبان بولنے والا بھی جب مدینہ کہتا ہے یا سُنتا ہے تو
اسے علم ہوتا ہے کہ مراد مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے
یہی اک شہر تو ہے جو جائے امن و سکون ہے جہاں جا کر واپس
آنا روتے دھوتے ہی ممکن ہے۔ جہاں جا جا کر جی نہیں بھرتا
مدینہ منورہ سرزمینِ محبت ہے مومنِ اوّل تبع اوّل حمیری سے
پوچھو یا آج کے کسی آلودۂ عصیاں نام لیوا سے، جواب یہی ملے گا
مدینۂ طیبہ کی کشش روحوں کے لیے ہے۔ طائرِ روح قفسِ جسد
میں ہو، یا اس قید سے رہائی پا چکا ہو، اس کے لیے جائے قرار
یہی ہے۔ یہاں کی مقناطیسیت کے اثر سے وہ آزاد نہیں ہو سکتا
روح قیدی کی صورت میں وہاں پہنچے تو جسم کو اس سرزمینِ محبت
کا قیدی بنا دینا چاہتی ہے
انسان ایک بار وہاں سے ہو آئے تو پھر بار بار وہاں جانے کے لیے
تڑپتا ہے، صبح و مسا یادوں کی معیت میں دوری کے کرب جھیلتا ہے،
قرب کی تمنا میں ہونٹوں کو درود و سلام سے لال رکھتا ہے
یقین نہ ہو تو کسی زائرِ مدینہ سے پوچھ لیں!
زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی ہی سے استفسار کر دیکھیں!!

فہرست

بہزاد لکھنوی کی نعتیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُس کے لئے ہر جانب بُستانِ محبت ہے
بطحا کا تمنائی حیرانِ محبت ہے

تو رُوح تعلق ہی تو جانِ محبت ہے
اے عشقِ محمدؐ تو ایمانِ محبت ہے

اللہ اگر تم کو پہنچائے تو دیکھو گے
بطحا میں تو ہر لمحہ فیضانِ محبت ہے

اُس نامِ مبارک پر آنکھوں کو جو بھر لائے
حاصل اُسی ہستی کو عرفانِ محبت ہے

خود عرش پہ بُلوایا سرکارِ دوعالم کو
کیا رنگِ تعلق ہے کیا شانِ محبت ہے

بھزادِ حزیں میں تو اُس در کا بھکاری ہوں
جو شاہِ محبت ہے، سُلطانِ محبت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

کل رات مجھے خواب اک ایسا نظر آیا
جیسے کہ مجھے گنبدِ خضرا نظر آیا

ہر سمت حُدی خانوں کے نغمے تھے فضا میں
اُونٹوں کی قطاروں کا تماشا نظر آیا

لبیک کی آواز تھی ہر اک کی زباں پر
ہنستا نظر آیا کوئی روتا نظر آیا

ہر گام چمکتی نظر آتی تھیں ضیائیں
خورشید نظر آیا جو ذرّہ نظر آیا

کچھ ایسے بھی راہی تھے کہ جو مہر بلب تھے
اُن میں سے ہر اِک درد کا پُتلا نظر آیا

کچھ ایسے بھی تھے نعت بلب گرم سفر تھے
ان میں سے ہر اک عِشق کا نقشا نظر آیا

بھزاد مگر ہاتھوں سے تھامے ہوئے دِل کو
بیتاب سا مدہوش سا روتا نظر آیا

وہ قلب ہی کیا جس نے وہ روضہ نہیں دیکھا
وہ آنکھ ہی کیا جس نے مدینہ نہیں دیکھا

اللہ غنی بارشِ اکرامِ مدینہ
خالی جو پھرا ہو کوئی ایسا نہیں دیکھا

تسکینِ دل و رُوح و نظر لمحہ بہ لمحہ
ہم نے تو کہیں اور یہ نقشہ نہیں دیکھا

جب سے کہ ہوئی گنبدِ خضرا کی زیارت
اب اور طلب ہی نہیں کیا کیا نہیں دیکھا

اے عِشق محمد ترا فیضان عجب ہے
کیا قلب میں خود نور اُترتے نہیں دیکھا

بس ایک دُعا مانگ کہ بطحا کو پہنچ جاؤں
حسرت نہ رہے گنبدِ خضرا نہیں دیکھا

عشاق پہنچ جاتے ہیں ہر سال مدینہ
بہزاد یہ تُم نے کرم انکا نہیں دیکھا

دل میں مانا کہ ہے سوز و درد و الم عشق احمد نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
پیش چشم محبت جہاں بھر سہی سبز گنبد نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
چاہیئے ہر گھڑی یاد کوئے رسولؐ چاہیئے ہر گھڑی جستجوئے رسولؐ
شوقِ کامل نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ذوقِ سجدہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
ہوش ہو یا کہ ہو عالم بیخودی منزلِ کیف ہو یا کہ ہو آگہی
قلب کی دھڑکنوں سے نمایاں اگر یا محمد نہیں ہو تو کچھ بھی نہیں
عشق ہی سے تو کُھلتے ہیں اسرارِ کُل عشق ہی کو تو مِلتے ہیں انوارِ کُل
کوئی بھی زد سہی قلب بیچارہ پر عشق کی زد نہیں تو کچھ بھی نہیں
نعت لکھنے کو بہزاد لکھتے تو ہو قلب میں درد بھی سوز پیدا کرو
رنگِ جامی نہیں ہو تو کچھ بھی نہیں طرزِ سرمد نہیں ہو تو کچھ بھی نہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینے کے آقا، مدینے کے مولیٰ، مدینے کے ساقی مدینے والی

جہاں تیری چشمِ کرم بار اٹھی نہ یہ جام خالی نہ وہ جام خالی

ترے عکسِ رُخ کے ہیں یہ سب کرشمے نہیں کس پہ دنیا میں احسان تیرے

گل و غنچے نے تجھ سے لی تیری نکہت مہ و مہر و انجم نے تجھ سے ضیا لی

حبیبِ خدا تو حبیبِ زماں ہے تری جستجو میں نگاہِ جہاں ہے

تری یاد میں ہے دلِ ہر دو عالم ترا ذکر گلشن میں ہے ڈالی ڈالی

ترے سبز گنبد کے قربان جاؤں نہ کیوں اس کو مقصد نظر کا بناؤں

کہ تیری تمنا مری زندگی ہے تری آرزو میں نے دل میں بسا لی

خدا دن وہ لائے کہ پہنچوں مدینے پڑھوں نعت ان جالیوں کے مقابل

نظر ہو مری مست و سرشارِ منظر مرا سر ہو بہزادؔ اور بابِ عالی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن پر درُود بھیجو جو ختمِ انبیا ہیں

جو وجہِ دوسرا ہیں محبوبِ کبریا ہیں

جو لطف ہیں کرم ہیں رحمت ہیں اور سخا ہیں

زاہد ہیں باکرم ہیں صادق ہیں پارسا ہیں

جو جانِ مُرسلاں ہیں معنیِ این وآں ہیں

مقصُودِ دو جہاں ہیں عالم کا مدعا ہیں

جو تاج بخشِ عالم جو رازِ حق کے محرم

جو رحمتِ مجسم اور سر بسر عطا ہیں

جو جانِ عارفاں ہیں ایمانِ صادقاں ہیں

جانانِ عاشقاں ہیں مطلوبِ دوسرا ہیں

جو منبعِ محبت جو بحرِ علم و حکمت

جو مخزنِ صفا ہیں جو معدنِ وفا ہیں

بہزادؔ سبز گنبد جب سے کہ ہے نظر میں

طیبہ ہی کی فضائیں مقصُود و مدعا ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دِل کو ہے طیبہ کی حسرت کیا کہوں
رات دِن ہے دردِ فرقت کیا کہوں

جا رہے ہیں جانے والے خوش نصیب
اب تجھے میں اپنی قسمت کیا کہوں

سجدے کرتے ہیں وہاں جن و بشر
اُس درِ والا کی عظمت کیا کہوں

کوئی بھی ارمان بر آتا نہیں
زندگی ہے وقفِ حسرت کیا کہوں

حسرتِ طیبہ میں جو بھی گر پڑا
اپنے اُس آنسو کی قیمت کیا کہوں

تیرے صدقے جاؤں اے یادِ نبیؐ
بن گیا ہوں میں محبت کیا کہوں

مجھ کو ہے بہزادؔ پیہم اضطراب
اپنا عالم اپنی حالت کیا کہوں

صلی اللہ علیہ وسلم

مرا کعبۂ تمنا درِ پاکِ مصطفائی
مری زندگی کا حاصل اسی در کی جبہ سائی

مرا ذکر یا محمدؐ مری فکر نعتِ احمدؐ
مرے دونوں عالموں میں ہے انھیں کی رونمائی

ترے عشق کو مبارک تری رُوح کو مبارک
ارے زائرِ مدینہ درِ یار کے فدائی

یہ قدم قدم تواجد یہ قدم قدم پہ سجدے
یہ قدم قدم پہ مستی یہ قدم قدم رسائی

یہ یقیں کے مرحلے کیا یہ گماں کے معرکے کیا
ملا جس کو عشقِ احمدؐ اسے مل گئی خدائی

جو درود صبح گاہی پڑھا چار سو صبا نے
کھلے گلستاں میں غنچے بکمالِ دلربائی

ترے میکشوں کا عالم یہ ہے ساقیِ مدینہ
کبھی شورِ صد بیاں ہے کبھی رنگِ بے صدائی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

حقیقت میں اس کا ہی جینا ہو جینا
نگاہوں میں جس کی بسا ہے مدینہ

میں قرباں ترے داغِ عشقِ محمّد
کہ تیری ضیا سے منوّر ہے سینہ

فدائے محمدؐ ہیں ہم سب مسلماں
نہیں ڈوب سکتا ہمارا سفینہ

فقط آپ کی یاد ہے شاہِ والا
ہمیں آگیا زیست کا ہر قرینہ

ہے دُنیا میں کیا بڑھ کے عشقِ نبی سے
مجھے مل گیا دو جہاں کا خزینہ

جسے داغِ دل کہہ رہا ہی زمانہ
بنا فیضِ ذوقِ طلب سے نگینہ

یہی مجھ کو بہزاد بس ایک دُھن ہے
مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

جب زباں پر نامِ طیبہ آگیا
قلبِ مضطر پر سکوں سا چھا گیا

دیکھئے کب ہو مدینے میں قیام
اب جہاں سے اپنا دل گھبرا گیا

یادِ طیبہ میں مرا حالِ زبوں
جس نے دیکھا دیکھ کر گھبرا گیا

کھل گئی دل کی کلی مستانہ وار
سمتِ طیبہ سے جو جھونکا آگیا

جو مدینے کی طرف راہی ہوا
وہ یقیناً اپنا مقصد پا گیا

نعت پڑھتا کوئی گذرا ہی ابھی
اللہ اللہ روح کو تڑپا گیا

یادِ طیبہ میں ہوئی جب آنکھ بند
پھر تو میں بہزاد خود کو پا گیا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مچلتے ہیں آنسو تڑپتی ہیں آہیں
ملیں کاش جلدی مدینے کی راہیں

بھلا ان کو نسبت مدینے سے کیا ہو
تو اے حسن رہنے دے یہ جلوہ گاہیں

حضورِ دو عالم دہائی دہائی
بھٹکنے نہ پائیں گی اب یہ نگاہیں

تری ضو سے اے شمعِ بزمِ مدینہ
منور ہیں عالم کی سب خانقاہیں

تمہارے تصدق میں اے رہبرِ کُل
ملی جا رہی ہیں دو عالم کی راہیں

کبھی خواب میں ہی عنایت ہو شاہا
کہ سیراب ہو جائیں پیاسی نگاہیں

میں **بہزاد** اس آس پر جی رہا ہوں
کبھی تو ملیں کی مدینے کی راہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

معراجِ وفا کی آرزو ہے — محبوبِ خدا کی آرزو ہے
پڑھ جذبۂ دل درود ہر دم — گر تجھ کو دوا کی آرزو ہے
چوم آئیں درِ شہِ مدینہ — الفاظ و صدا کی آرزو ہے
جو مس ہوئی روضۂ حرم سے — اُس بادِ صبا کی آرزو ہے
جو رحمتِ عالمین کُل ہے — اُس گنجِ سخا کی آرزو ہے
جو صادق و زاہد و امیں ہے — اُس کانِ صفا کی آرزو ہے
جو صاحبِ تاجِ دو جہاں ہے — اُس شاہِ ہدیٰ کی آرزو ہے
ہے نور کی جس کے سب تجلّی — اُس ماہِ لقا کی آرزو ہے

بہزاد پکار یا محمدؐ
گر تجھ کو خدا کی آرزو ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مری زندگی کو یارب جو ملے تو وہ ٹھکانا
وہی سبز سبز گنبد وہی اُن کا آستانہ

شہِ دیں شہِ دو عالم شہِ کُل شفیعِ اکرم
تری آرزو میں گم ہے یہ جہان یہ زمانہ

تو ہی ختمِ مُرسلاں ہے تو ہی جانِ عارفانہ
تجھے ڈھونڈھتا ہے ہر سو جبھی ذوقِ عارفانہ

تری رحمتوں کے صدقے وہ تری ہی انجمن ہے
جہاں ایکساں کرم ہے وہ ہو غیر یا یگانہ

دِیا تاج دوسروں کو رکھا خود کو وقفِ عُسرت
زہے عالمِ فقیری زہے عالمِ شہانہ

مرا دامنِ تمنّا ہے بھرا ترے کرم سے
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے لطف کا فسانہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے کمالِ ذاتِ حق دردمندِ دو جہاں
اے جمالِ ذاتِ حق چارہ سازِ بیکساں

بدرِ چرخِ صادقیں مہرِ کائناتِ دیں
صدرِ بزمِ مرسلیں سرگروہِ عارفاں

اے بہارِ کائنات اے بہارِ کائنات
اے قرارِ کائنات اے سکونِ انس و جاں

مرکزِ خیال و فکر منزلِ درُود و ذکر
قبلۂ دل و جگر کعبۂ نگاہ و جاں

اے مکرّم و سخی وجہِ ہوش و آگہی
تاج بخش و دستگیر رحمتِ زمین زماں

شمعِ محفلِ سجُود، نورِ بزمِ ہست و بُود
تم پہ ہر گھڑی درُود جان آیۂ فکاں

مجھکو بھی بُلائیے اپنی بارگاہ میں
مدعائے دل ہو بس آپ ہی کا آستاں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تاجدارِ جہاں شاہِ دنیا و دیں
فخرِ کون و مکاں رحمتِ عالمیں

مرکزِ ہر نظر منزلِ ہر بشر
مالکِ بحر و بر راحتِ عاشقیں

رونقِ دو جہاں زینتِ ہر زماں
صبحِ عرفانِ حق شامِ علم و یقیں

واقفِ رازِ حق باعثِ نازِ حق
مشعلِ سالکیں نازشِ مرسلیں

بعد خالق کے اے باعثِ خلقِ کُل
کوئی تم سا نہیں کوئی تم سا نہیں

کوئی سمجھے نہ سمجھے حقیقت یہ ہے
تم ہی عین الیقین تم ہی حق الیقیں

اب مدینے طلب کر لو **بہزاد** کو
ہو تمھیں اس کی دُنیا تمھیں اس کا دیں

صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ پھر ہم مدینے چلے
سیکھنے زندگی کے قرینے چلے

جس سے بجھتی ہے ہر روح کی تشنگی
ہم اُسی آبِ رحمت کو پینے چلے

آج تک زندگی زندگی ہی نہ تھی
زندگی کو مبارک ہو جینے چلے

اُن کو کچھ موجِ طوفاں کی پروا نہیں
آسرے پر جو اُن کے سفینے چلے

اِس طرف ہاتھ پھیلائے پہنچے غلام
اُس طرف رحمتوں کے خزینے چلے

اللہ اللہ یہ آبرو یہ عروج
ہم مدینے چلے ہم مدینے چلے

یہ انھیں کا کرم ہے کہ **بہزاد** ہم
زخمِ قلبِ شکستہ کو سینے چلے!

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ صبا شاہِ دیں سے کہہ دینا
جانِ علم و یقیں سے کہہ دینا

ہجرِ طیبہ میں ہوں بہت بےچین
رحمتِ عالمیں سے کہہ دینا

آپ ہی کی طرف نگاہیں ہیں
شافعِ مذنبیں سے کہہ دینا

آپ محبوب ہیں دو عالم کے
حد سے بڑھ کر حسیں سے کہہ دینا

ہے مدینے کی سمت خم حسرت
کعبۂ عاشقیں سے کہہ دینا

آپ ہی باعثِ دو عالم ہیں
وجہِ چرخ و زمیں سے کہہ دینا

اے صبا دیکھ عالمِ بہزاد
حال اُس کا انھیں سے کہہ دینا

صلی اللہ علیہ وسلم

تصوّر میں مدینہ آگیا ہے
فضا پر نور سا اک چھا گیا ہے

خوشا دل کو ملا عشقِ محمّد
مرادِ زندگانی پا گیا ہے

وسیلے سے انھیں کے بڑھ رہی ہیں
دُعاؤں کو سلیقہ آگیا ہے

وہ نقشِ پا ہے محرابُ النبی میں
مزا سجدوں کا اس جا آگیا ہے

نظر میں اُس کی کیا مستی کونین
جو دل کیفِ حضوری پا گیا ہے

جو رٹتا ہے محمّد ہی محمّد
وہی رازِ محبت پا گیا ہے

کوئی یہ کان میں کہتا ہے بہزاد
مدینے سے بُلاوا آگیا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کی حاصل ہمیں غُلامی ہے
جس کا رُوح الامیں پیامی ہے
جو کہ ہیں رحمتِ ہمہ عالم
جن کا لُطف و کرم دَوامی ہے
جن کا معروف ہے ہر اک انداز
جن کی مشہور حق کلامی ہے
عرش پر جو گئے شبِ معراج
جن کی لازم ہمیں غُلامی ہے
ذکر ہے جن کا حرزِ قلب و جگر
حرزِ جاں جن کا نام نامی ہے
یا الٰہی انھیں کے صدقے میں
تو مٹا دے جو ہم میں خامی ہے
یہ انھیں کا تو فیض ہے **بہزاد**
دِل نیازی ہے جاں نظامی ہے

بہزآد لکھنوی کی نعتیہ شاعری پر ایک نظر

تحریر: ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد
یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

لفظ نعت کی معنوی حیثیت کچھ بھی ہو لیکن اب یہ لفظ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے لیے مخصوص ہے۔ اس لفظ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت کے سبب جو حسن و مرتبہ اور وقار نصیب ہوا' وہ اس سے پہلے اسے کہاں حاصل تھا۔ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمہ گیر شخصیت سے نسبت کا فیضان نہیں تو کیا ہے کہ لفظ نعت نے سخن کی ہر صنف کو اپنے احاطۂ محبت میں قید کر لیا ہے اور آج عربی' فارسی' اردو' پنجابی' بلوچی' سندھی اور پشتو کے علاوہ دیگر زبانوں کی کوئی صنف ایسی نظر نہیں آتی جو نعت کے ذکر سے خالی ہو۔ چناچہ نعتیہ شاعری کو ایک ایسے سدا بہار باغ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جس میں نظم کی ہر صنف ایک خوبصورت پھول کی مانند ہے۔ اور چاہنے والا اس باغ میں سے جہاں سے چاہے جیسے چاہے اور جتنے چاہے' خوشنما پھول اکٹھے کر کے اپنے ذہن و نظر کو بالیدگی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ ان پھولوں کی خوشبو اپنی سانسوں میں رچا بسا سکتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شاعر نے اپنی پسند اور بساط کے مطابق اس گلستاں میں کچھ پودوں کا اضافہ کرنے میں دنیا و آخرت کی بہتری تصور کی۔ اردو نعت کے اس چمن کی آبیاری میں جن خوش نصیب اور صاحبِ طرز شعرا کو بخرہ نصیب ہوا' ان میں ایک نام حضرت بہزآد لکھنوی کا بھی ہے۔ اور یہ نام اردو نعت نگاری میں یقیناً کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔

یوں تو حضرت بہزاد لکھنوی کی نعتیہ شاعری اس بحرِ عمیق کی طرح ہے جو اپنی تہ میں ہزاروں لعل و گوہر چھپائے ہوتا ہے اور بظاہر پر سکون اور سادہ سا نظر آتا ہے۔

لیکن اس کی تہ کی حقیقت کو وہی جان سکتا ہے جسے اس میں غوطہ زنی کا طریقہ و سلیقہ بھی آتا ہو۔ میں اپنے آپ کو ابھی تک ان دونوں نعمتوں سے تہی دامن سمجھتا ہوں۔ اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود یہ چند سطور محض اس لیے سپردِ قلم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ اگر نعت کہنا لطف و ثواب کا سبب ہے تو نعت پڑھنا سننا اور اسے فہم و ادراک کے گوشوں میں اتارنا بھی لطف و ثواب کے ساتھ ساتھ اپنے عمل و کردار کی صحیح سمت متعین کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ چنانچہ میرے یہ ٹوٹے پھوٹے خیالات حضرت بہزاد کی چند نعتوں کا ہلکا پھلکا سا مطالعہ ہی سمجھیے:

جس طرح کعبۃ اللہ کی عزت و حرمت محض اس لیے مقرر ہوئی کہ یہ اللہ کا گھر ہے اور اس گھر کو ربِ کائنات سے ایک خاص نسبت ہے۔ اسی طرح مدینۂ منورہ کی عزت و حرمت کا سبب محبوبِ ربِ کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تشریف آوری کے قابل سمجھا' وہاں سے طالبانِ راہِ حقیقت نے منزلوں کے نشان پائے۔ ہر دور میں طالبانِ راہِ حقیقت نے مدینے کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنایا' اسی لیے وادیٔ نعت میں مدینہ پہنچنے کی طلب' مدینے کی گلی کوچوں کے نظاروں کی تڑپ' روضے کی جالیوں سے لپٹنے کی آرزو' اور گنبدِ سبز کی من ٹھارنے والی ٹھنڈی اور پرسکون چھاؤں کی جستجو کا ذکر دیگر مضامین سے کہیں زیادہ نظر آتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت بہزاد کی شاعری میں جابجا نظر آتی ہے۔

پھر درِ مصطفیٰؐ کی یاد آئی
کعبۂ مدعا کی یاد آئی
ہے جو تزئینِ مسجدِ نبویؐ
پھر اسی نقشِ پا کی یاد آئی
پھر مچلنے لگا دلِ بہزاد
خاتم الانبیاءؐ کی یاد آئی

دل کی سچی لگن کا دوسرا نام عشق رکھ لیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ حضرت بہزاد کی

ساری شاعری عشق کی وارفتگی' عقیدے کی وابستگی اور فکر کی درستی سے عبارت ہے۔ اگر عقیدہ پختہ اور فکر کی سمت راست ہو تو ایک دن ضرور ایسا آتا ہے جب یہ کیفیت طاری ہوتی ہے:

تصور میں مدینہ آ گیا ہے
فضا پر نور سا اک چھا گیا ہے
خوشا دل کو ملا عشقِ محمدؐ
مرادِ زندگانی پا گیا ہے
کوئی یہ کان میں کہتا ہے بہزاد
مدینے سے بلاوا آ گیا ہے

جب مدینۂ طیبہ سے بلاوا آتا ہے تو ایک عاشقِ صادق کی آنکھیں خودبخود آبِ محبت سے باوضو ہو جاتی ہیں اور جبین بارگاہِ ایزدی میں تشکر کے لیے جھک جاتی ہے کہ:

اللہ اللہ پھر ہم مدینے چلے
سیکھنے زندگی کے قرینے چلے
جس سے بجھتی ہے ہر روح کی تشنگی
ہم اسی آبِ رحمت کو پینے چلے
آج تک زندگی زندگی ہی نہ تھی
زندگی کو مبارک ہو' جینے چلے
یہ انہی کا کرم ہے کہ بہزاد ہم
زخمِ قلبِ شکستہ کو سینے چلے

سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بستی مدینۂ پاک میں پہنچنا جہاں سب سے بڑی سعادت خیال کی جاتی ہے' وہاں یہ غلامانِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے نہ صرف روحانی طور پر تسکین و اطمینان کا باعث ہے بلکہ دنیوی درد و آلام سے چھٹکارے کا سبب بھی ہے۔ یہ احساس صرف حضرتِ بہزاد کا ہی نہیں بلکہ سب

عاشقانِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مدینۂ منورہ کی شان میں یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں۔

جس کی جاں کو تمنا ہے دل کو تڑپ، وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے
یوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر جاں مدینے میں ہے، دل مدینے میں ہے

غم و کلفت و زحمت و دردِ سر
گریزاں گریزاں ہے اس شہر میں
تسلی و تسکیں، سکون و خوشی
خراماں خراماں ہے اس شہر میں
کرم بخشی و رحمت و جود و لطف
نمایاں نمایاں ہے اس شہر میں
عیاں کر رہا ہوں میں رازِ دلی!
مرا دین و ایماں ہے اس شہر میں

گنبدِ خضرا کو دیکھتے ہوئے بے خودی کا عالم کس طرح طاری ہوتا ہے، حضرت بہزاد جیسے صاحبِ حال شاعر سے سنئے:

ترے سبز گنبد پہ ہر دم نظر ہے
نہ سوزِ الم ہے، نہ دردِ جگر ہے
نہ اپنی خبر ہے، نہ دل کی خبر ہے
یہ راحت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہجر و وصال کی اصطلاح تو ہر کسی نے سنی ہوگی مگر سچی بات یہ ہے کہ اس کا صحیح مفہوم حضرت بہزاد لکھنوی کے نعتیہ مجموعۂ کلام "کرم بالائے کرم" کو پڑھے بغیر واضح نہیں ہو سکتا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ عنایت کے سبب جس صاحبِ دل خوش نصیب کو اس دیارِ رحمت میں چند گھڑیاں گزارنے کا موقع مل گیا اور پھر اسے مجبوراً وہاں سے واپس آنا پڑا، وصال و ہجر کی کیفیت صرف اور صرف وہی جان سکتا ہے۔ دیارِ رحمت کے روح پرور ماحول

اور گنبدِ سبز کی پُرسکون چھاؤں میں طمانیت کے جو لمحے میسر آئے ہوں، ان کے عوض (دیارِ رحمت سے واپسی اور دُوری کی بنا پر) جو بے چینی نصیب ہوتی ہے، اس بے چینی پر ہر قسم کا چین اور سکون و اطمینان قربان کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق کی یہی بے چینی عشقِ بیدار کی علامت ٹھہرتی ہے اور یہ بیداری جب ایک مومن کے اندر سرایت کرتی ہے تو وہ سراپا طلب اور ہمہ تن تڑپ بن جاتا ہے اور حضرت بہزاد کا ہم زبان ہو کر پکار اٹھتا ہے:

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے، قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا جاں وہیں رہ گئی، خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی
یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام و سحر، وہ سکونِ دل و جان و روح و نظر
یہ انھی کا کرم ہے انھی کی عطا، ایک کیفیتِ دلنشیں رہ گئی
زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر، کاش بہزاد آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر، یہ تمنائے قلبِ حزیں رہ گئی!!

حضرت بہزاد صحیح العقیدہ مسلمان کی طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد اور مدح و ستائش کو عینِ عبادت قرار دیتے ہیں:

مدینے کی حسرت کے قربان جاؤں یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہ اس سبز گنبد کا ہر دم تصور عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
دل میں مانا کہ ہے سوز و درد و الم عشق احمدؐ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں
پیشِ چشم محبت جہاں بھر سہی، سبز گنبد نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں!
ہوش ہو یا کہ ہو عالمِ بیخودی، منزلِ کیف ہو یا کہ ہو آگہی!!
قلب کی دھڑکنوں سے نمایاں اگر "یا محمدؐ" نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

حضرت بہزاد صاحبِ حال شاعر ہیں اور ان کی شاعری فکر و احساس کی شاعری ہے۔ وہ شعر برائے شعر نہیں کہتے بلکہ وہ تو اس احساس اور کیفیت کو دوسرے تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں جو کبھی کبھی ان پر عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے صلہ و

انعام کی صورت میں طاری ہوتی ہے۔ ان کے بیان میں اس قدر سچائی اور دیانت ہے کہ پڑھنے والا بھی اکثر اوقات اپنے آپ کو انھی لمحوں سے دوچار ہوتا ہوا محسوس کرنے لگتا ہے۔

مدینے کی جانب چلی ہیں ہوائیں
کدھر ہیں کدھر ہیں میری التجائیں

یا پھر یہ نعت دیکھئے:

انھی کا ذکر دمبدم انھی کی یاد دمبدم
جو باعثِ جہان ہیں جو وجہِ خلقت و عدم
انھی کے دم سے ہے ضیا تمام کائنات میں
وہی ہیں نورِ عالمیں، وہی ہیں تابشِ حرم
وہی ہیں رحمتِ جہان و دستگیرِ بے کساں
وہی شفیعِ عاصیاں، وہی ہیں شافعِ امم
انھی کے واسطے ہوئی نمود شش جہات کی
انھی کے واسطے بنے یہ لوح و کرسی و قلم
جنھوں نے مرگ و زیست کے کیے ہیں راز آشکار
جو رہنما ہیں ہر زماں، جو راہبر ہیں ہر قدم
جو منزلِ حیات ہیں، ہے جن کے دم سے زیست میں
یہ بست یہ کشادگی یہ بے خودی یہ کیف و کم
انھی کی یاد میں تو ہیں یہ میرے دل کی دھڑکنیں
انھی کے آستاں پہ ہے جبینِ آرزو بھی خم

بظاہر یوں نظر آتا ہے کہ حضرت بہزاد عشق کے اس سیلِ رواں میں اس قدر بےخودی سے بہ نکلے ہیں کہ عشق کی اس سرمستی نے انھیں اپنے ماحول کی تلخیوں اور مشکلات سے بے نیاز کر دیا ہے۔ بلاشبہ عشقِ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں یہ کیفیت

مومن کا نصیب ٹھہرتی ہے۔ جہاں اسے دُنیوی رنج و ملال ان بادلوں کی طرح اڑتے دکھائی دیتے ہیں جو تیز ہوا کے دوش پر سوار ہوں اور اس سبب سے کسی ایک جگہ رکنا ان کے بس کی بات نہیں ہوتا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں --------- لیکن عشقِ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی یہ وارفتگی حضرت انسان کو زندگی سے وابستگی کا وہ درس دے جاتی ہے جو اور کہیں نہیں ملتا۔ چنانچہ حضرت بہزاد کو عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی وارفتگی زندگی سے وابستگی کا جو سلیقہ عطا کرتی ہے اور اس سلیقے سے جو طریقہ متعین ہوتا ہے، وہ نہ صرف عالمِ اسلام کے لیے بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ قرار پاتا ہے اور یوں حضرت بہزاد نعت سے جہاں مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا کبھی غروب نہ ہونے والا آفتاب طلوع کرنا چاہتے ہیں وہاں سماجی، معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور مذہبی اقدار میں راہنمائی کے لیے درِ حبیب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر سر خم کرنے کا درس دے کر اپنے تبلیغی مشن کو بھی پورا کرتے نظر آتے ہیں لیکن انداز خطیبانہ یا مبلغانہ نہیں بلکہ منفرد اور عاشقانہ ہے جو یقیناً جہانِ سخن میں اپنی مثال آپ ہے۔ فرماتے ہیں

؎

جینے والو اس طرح دنیا میں جینا چاہیے
جو بھی عالم ہو، نظر سوئے مدینہ چاہیے
لے کے ان کا نام ہر طوفاں میں کشتی ڈال دو
تم کو گر اپنا کنارے پر سفینہ چاہیے
اُسوۂ سرکارؐ ہی تو ہے صراطِ مستقیم
جس سے حق راضی رہے، ایسا قرینہ چاہیے

وہ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو دین و دنیا کے تمام راہنماؤں کا راہنما مانتے ہوئے کہتے ہیں:

منبعِ جود و سخا، لطف و عطا طیبہ میں ہے
منزلِ ایمان و عرفان و صفا طیبہ میں ہے
مرشدِ کُل اولیا و انبیا و اصفیا
دہر کے ہر رہنما کا رہنما طیبہ میں ہے

حضرت بہزاد کی شاعری صرف ایک کیفیت کی شاعری ہی نہیں جو پڑھنے والے کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے بلکہ اس میں فن کی وہ تمام جولانیاں بھی موجود ہیں جو کسی صاحبِ طرز استاد شاعر کے کلام میں ہونی چاہئیں۔ الفاظ ان کے سامنے اپنے مختلف معانی کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ الفاظ و اصطلاحات کو دلفریب اضافتوں کے ساتھ یوں لے چلتے ہیں جیسے کوئی بزرگ اپنے بچے کو انگلی لگائے اپنے ساتھ لے چلتا ہو اور جہاں چاہے اور جیسے چاہے اسے گھما پھرا سکے۔ لیکن اس ساری صورتِ حال میں جو خاص بات پیشِ نظر رہی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ وادیٔ نعت میں دیدۂ بیدار کی طرح رہتے ہیں اور شوقِ وارفتگی کے عالم میں بھی ان کے کسی لفظ کو بے راہروی کی جرأت نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہ جوشِ عقیدت کے ساتھ ساتھ ہوشِ طریقت کا دامن بھی تھامے رہتے ہیں۔

حضرت بہزاد کے ایک مختصر سے شعر پر مضمون ختم کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنے میں یہ شعر اگرچہ مختصر ہے مگر فکر و احساس و معانی کے اعتبار سے شاید سمندر کی گہرائیاں بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہوں:

ہے عشقِ محمدؐ ہی فقط دولتِ کونین
اے مانگنے والے! تو یہی مانگ خدا سے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ پوچھو کہ کیا ہے دیارِ حبیبؐ
جہانِ بقا ہے دیارِ حبیبؐ
ہر اک ذرہ ہے رشکِ صد آفتاب
بڑا پُرضیا ہے دیارِ حبیبؐ
وہیں چین ملتا ہے ہر قلب کو
غموں کی دوا ہے دیارِ حبیبؐ
حقیقت یہ سمجھیں گے حق آشنا
حقیقت نُما ہے دیارِ حبیبؐ
مرا مدعا کیا ہے بتلا ہی دوں
مرا مُدعا ہے دیارِ حبیبؐ
نگاہوں کی مستی کا عالم نہ پوچھ
نظر میں بسا ہے دیارِ حبیبؐ
مرے لب پہ بہزاد ہے نام پاک
مرے دل میں کیا ہے دیارِ حبیبؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

حاصلِ ہر بہار طیبہ ہے
جانِ ہر لالہ زار طیبہ ہے

اس میں نورِ خدا کے جلوے ہیں
شانِ پروردگار طیبہ ہے

رحمتِ دو جہاں کے صدقے میں
رحمتِ کردگار طیبہ ہے

اس کو کہتے ہیں شہرِ علم و یقیں
معرفت کا دیار طیبہ ہے

گر نظر حق نگر ہو، دِل مشتاق
ہر طرف آشکار طیبہ ہے

اللہ اللہ یہ اُس کی محبوبی
سب کے دل کا قرار طیبہ ہے

یہ انھیں کا کرم ہے اے **بہزاد**
میرے دل کی پکار طیبہ ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

عشق کا مدعا ناز کوئی نہیں عشق کا مدعا ہے دیارِ نبی
حسن کی انتہا حسن کی انتہا حسن کی انتہا ہے دیارِ نبی

غایتِ [illegible] نظارہ ہو گیا غایتِ ذکرِ قلب و جگر ہو گیا
غایتِ شغل [illegible] ہو گیا مقصد و مدعا ہے دیارِ نبی

عشق کی منزلوں کا عجب حال ہے جو بھی آیا وہ سرفراز ہے
ابتدا انتہا کیا بتاؤں تمھیں ابتدا انتہا ہے دیارِ نبی

کعبۂ عاشقاں ہے یہی سرزمیں قبلۂ عاشقاں ہے یہی سرزمیں
پوچھ لو پوچھ کر کیا ہے دیارِ نبی خود ہی سمجھو گے کیا ہے دیارِ نبی

کیف مانگو کہ تسکینِ قلب و جگر [illegible] مانگو کہ انوارِ فضل و کرم
دین مانگو کہ دنیا کہ جنت [illegible] ہر عطا ہے دیارِ نبی

جس کو بہزاد [illegible] کا ایمان نہیں وہ مسلمان نہیں وہ مسلماں نہیں
اس کا ایمان حقیقت میں ایمان نہیں قلب ایمان کیا ہے دیارِ نبی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منبعِ جُود و سخا لطف و عطا طیبہ میں ہے
منزلِ ایمان و عرفان و صفا طیبہ میں ہے

مرشدِ کل اولیاء، و انبیاء، و اصفیاء
دہر کے ہر رہنما کا رہنما طیبہ میں ہے

صبحِ ایماں شامِ عرفاں غایت کشف و کشود
وجہ عالم باعثِ ارض و سما طیبہ میں ہے

اللہ اللہ اس رُخ و گیسو پہ صدقے صبح و شام
معنی واللیل و شرحِ والضحیٰ طیبہ میں ہے

ذکرِ طیبہ پر نہ کیوں جُھک جائیں دو عالم کے سر
آستانِ قدسِ محبُوبِ خُدا طیبہ میں ہے

جس کی فطرت ہو عنایت جسکی طینت ہو کرم
وہ کریم و شافعِ روزِ جزا طیبہ میں ہے

جس کے صدقے میں ہوا ہے بہزاد روشن میرا دل
وہ مجسم تابش و نور و ضیا طیبہ میں ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چھوڑ دو چھوڑ دو غمِ تقدیر مدینے کو چلو
ہے سکوں کی یہی تدبیر مدینے کو چلو

جو وہاں جاتا ہے قسمت کو بنا لاتا ہے
کس لئے ہوتے ہو دلگیر مدینے کو چلو

شکوۂ قسمت ہے جن کو انھیں سمجھاتا ہوں
ڈھونڈھنے آہ کی تاثیر مدینے کو چلو

کام آئے گی نہ دُنیا نہ یہ اولاد نہ مال
توڑ کر جو بھی ہو زنجیر مدینے کو چلو

زندگی جس کو سمجھتے ہو فقط خواب ہے ایک
اور یہ ہے خواب کی تعبیر مدینے کو چلو

دُوسری جا کہیں تسکین نہیں ملتی ہے
بڑی اچھی ہے یہ تدبیر مدینے کو چلو

میں جو بہزاد کبھی کہتا ہوں مضطر ہوں میں
مجھ سے کہتے ہیں مرے پیر مدینے کو چلو

صلی اللہ علیہ وسلم

مدینے کی حسرت کے قربان جاؤں یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
کہ اس سبز گنبد کا ہر دم تصور، عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

منور منور مدینے کے دن ہیں، درخشاں درخشاں مدینے کی راتیں
معطر معطر مدینے کی بستی، یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

طلب کر لیا ہم کو خیال کے آگے، ہمارے مقدر جو سوئے تھے جاگے
نبی مکرم کی ہم عاصیوں پر عنایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ترے سبز گنبد پہ ہر دم نظر ہے، نہ سوزِ الم ہے نہ دردِ جگر ہے
نہ اپنی خبر ہے نہ دل کی خبر ہے، یہ راحت نہیں ہو تو پھر اور کیا ہو

قبا جا رہا ہوں، اُحد جا رہا ہوں، میں اپنے مقدر پہ اترا رہا ہوں
مقدر کی اب اور کیا ہوگی رفعت، یہ رفعت نہیں ہو تو پھر اور کیا ہو

جہاں سر جھکاتے ہیں آکر فرشتے وہاں ہم گنہگار کرتے ہیں سجدے
یہ بخشش نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے، یہ رحمت نہیں ہو تو پھر اور کیا ہے

کرم ان کا دیکھو عطا ان کی دیکھو نظر والو شانِ سخا ان کی دیکھو
ہے بہزاد کو ہر گھڑی یادِ بطحا، یہ نعمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

طیبہ ہی کی خواہش ہے طیبہ ہی کا ارماں ہے
باقی تو ہے جو کچھ بھی اک خواب پریشاں ہے

اُس نورِ مجسم پہ قربان دل و دیدہ
جس کے لئے ہیں خود ہی جبریل پریشاں ہے

فردوس بداماں ہے جو غنچہ ہے بطحا میں
بطحا کا ہر اک ذرہ رشکِ مہِ تاباں ہے

بطحا کا تمنائی برباد نہیں ہوتا
بطحا کی تمنا ہی تعمیر کا عنواں ہے

اُس کی ہی عنایاتوں سے معمور ہیں دو عالم
اُس نورِ مجسم کا کونین پہ احساں ہے

جس جا پہ جہاں جا کر جھکتے ہیں جہاں والے
بطحا کی تجلی ہی عالم میں نمایاں ہے

بہزاد مسلماں ہوں بہزاد مسلماں ہوں
ہے دین مرا بطحا، بطحا مرا ایماں ہے

مرا عالم و حال مجھ سے نہ پوچھ
مدینے کا احوال مجھ سے نہ پوچھ

ہر اک لمحۂ وقت دن ہو کہ شب
درخشاں درخشاں ہے اس شہر میں

وہاں نکہت و رنگ ہیں جلوہ بار
بہاراں بہاراں ہے اس شہر میں

وہاں برگ و بار شجر بے شمار
گلستاں گلستاں ہے اس شہر میں

کرم بخشش و رحمت و جود و لطف
نمایاں نمایاں ہے اس شہر میں

غم و کلفت و زحمت و دردِ سر
گریزاں گریزاں ہے اس شہر میں

تسلی و تسکین سکون و خوشی
خراماں خراماں ہے اس شہر میں

ہر اک ذرۂ خاک و کوہ و دیار
فروزاں فروزاں ہے اس شہر میں

ہر اک حسن و خوبی کو ہے افتخار
ثنا خواں ثنا خواں ہے اس شہر میں

عیاں کر رہا ہوں میں رازِ دلی
مرا دین و ایماں ہے اس شہر میں

میں تنہا یہاں ہوں مگر ہمنشیں
مرا دل مری جان ہے اس شہر میں

صلی اللہ علیہ وسلم

ہم دیارِ نبیؐ میں آ پہنچے
منزلِ حق رسی میں آ پہنچے

ہر قدم کھل رہے ہیں رازِ حیات
منبعِ آگہی میں آ پہنچے

جسکی حسرت میں ہیں دل و دیدہ
اُن نگر اُس گلی میں آ پہنچے

آجتک ظلمتوں میں گزری تھی
شکر ہے روشنی میں آ پہنچے

ذکر و شغل و نگاہ و استغراق
بزمِ ہر زندگی میں آ پہنچے

آپ کے رند ساقی عالم
عالمِ بیخودی میں آ پہنچے

ہم کو فکرِ جہاں سے اب کیا کام
جنتِ زندگی میں آ پہنچے

نام اُن کا جو لے کے نکلے تھے
کیف و وارفتگی میں آ پہنچے

اب ہمیں خوف کچھ نہیں بہزاد
ہم تو اُن کی گلی میں آ پہنچے

پھر درِ مصطفےٰ نظر آیا — کعبۂ مدعا نظر آیا
وہ ہے بابُ السلام وہ گنبد — لو جبینِ عطا نظر آیا
مسجدِ عالیہ نظر آئی — روضۂ باصفا نظر آیا
بابِ رحمت ہے وہ، وہ بابِ عزیز — ہم کو ہر باب وا نظر آیا
صحنِ مسجد کی کیفیت دیکھی — اس میں ہر سر جھکا نظر آیا
لو وہ محراب بھی نظر آئی — سنگ ہر نقشِ پا نظر آیا
اللہ اللہ یہ [illegible] — ہر طرف نور سا نظر آیا
اب نہ الجھن ہے اور نہ بےچینی — دل سکوں آشنا نظر آیا
اپنے دامن کو دیکھ کر خوش ہوں — آرزو سے سوا نظر آیا
روح کی بیخودی کا کیا کہنا — قلب کھویا ہوا نظر آیا

اپنے عالم میں مست ہوں بہزاد
کیا بتاؤں کہ کیا نظر آیا

اے مدینہ ہم ترے شام و سحر بھولیں گے کیا
جس جگہ پائی ہے خود اپنی خبر بھولیں گے کیا

تشنگیِ داماں ارماں سے شکایت ہے ضرور
وہ گہر ہائے درِ خیر البشر بھولیں گے کیا

اللہ اللہ اس جگہ معراجِ ہستی مل گئی
وہ سکونِ قلب وہ کیفِ نظر بھولیں گے کیا

بھول سکتے ہی نہیں ہم وہ ہوائیں عطر بیز
لہلہاتے وہ کھجوروں کے شجر بھولیں گے کیا

جن سے وابستہ وہ گھر سرکارِ دو عالم بس گئے
وہ در و دیوار اور وہ رہگزر بھولیں گے کیا

جالیوں کے سامنے وہ کیفِ روح و کیفِ دل
تو ہی بتلا ہم بھلا اے چشمِ تر بھولیں گے کیا

بس اسی کی یاد سے تو ہے ہمیں تسکینِ دل
ہم بھلا بہزاد بطحا عمر بھر بھولیں گے کیا

صلّی اللہ علیہ وسلّم

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دِل وہیں رہ گیا جاں وہیں رہ گئی خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

یاد آتے ہیں ہمکو وہ شام و سحر وہ سکونِ دل و جان و روح و نظر
یہ انھیں کا کرم ہے انھیں کی عطا ایک کیفیت دلنشیں رہ گئی

اللہ اللہ وہاں کا درود و سلام اللہ اللہ وہاں کا سجود و قیام
اللہ اللہ وہاں کا وہ کیفِ دوام وہ صلوٰۃِ سکوں آفریں رہ گئی

جس جگہ سجدہ ریزی کی لذت ملی جس جگہ ہر قدم انکی رحمت ملی
جس جگہ نور رہتا ہے شام و سحر وہ فلک رہ گیا وہ زمیں رہ گئی

پڑھ کے نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب ہم رواں جب ہوئے سوئے کوئے حبیب
برکتیں رحمتیں ساتھ چلنے لگیں بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی

زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر کاش بھزادؔ آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر یہ تمنائے قلبِ حزیں رہ گئی

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

پھر درِ مصطفےٰ کی یاد آئی
کعبۂ مدعا کی یاد آئی

کھِل گیا جس سے وائے گُلِ دل
اُس صبا اُس ہوا کی یاد آئی

جو تھا وردِ زباں مواجہہ میں
اُس درود و وفا کی یاد آئی

ہے جو تزئینِ مسجدِ نبوی
پھر اُسی نقشِ پا کی یاد آئی

جالیوں کے قریں جو مانگی تھی
اُس مُراد و دُعا کی یاد آئی

دیکھ کر اپنا عالمِ مسرور
انکے لطف و عطا کی یاد آئی

ہو گئی پھر جبینِ دل بیتاب
قبلتین و قبا کی یاد آئی

بن گیا قلب منبعِ انوار
گنجِ نور و ضیا کی یاد آئی

پھر مچلنے لگا ہے دل بھزادؔ
خاتم الانبیا کی یاد آئی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو درِ حضور جاتے تو کچھ اور بات ہوتی
جو وہاں سے ہم گزرتے تو کچھ اور بات ہوتی

یہاں آ کے بھی عرض کر نہ سکو تو عرض کر رہے ہیں
وہاں حالِ دل سُناتے تو کچھ اور بات ہو

مرے دیدۂ محبت انھیں جالیوں کو تکتے
جو یہ اشکِ غم بہاتے تو کچھ اور بات ہوتی

یہاں ہوش کھو گئے ہم کہ ملی بیخودی تو گیا
وہاں ہوش کھو کے آتے تو کچھ اور بات ہو

یہاں وہ مزا کہاں ہے یہاں وہ سکوں کہاں ہے
وہاں جا کے سر جھکاتے تو کچھ اور بات ہوتی

ابھی پختگی نہیں ہے ابھی جذب ہی کمی ہے
جو انھیں سے لو لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی

زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کا شرف

تحریر: راجا رشید محمود

دنیا کے ہر خطے سے ہر سال لاکھوں مسلمان فریضۂ حج ادا کرتے ہیں، اور حج کے دنوں کے علاوہ بھی عمرے کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں زیارتِ حرمین الشریفین زائرین کا مقصود ہوتی ہے اور وہ مکہ مکرمہ کے بعد مدینۂ طیبہ میں حاضری کا شرف پاتے ہیں۔ بہت کم ایسے بدبخت ہوں گے جو اللہ کے گھر کے بعد اللہ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا در دیکھنا نہ چاہیں۔ کیونکہ حضور فخرِ موجودات علیہ السلام الصلوٰۃ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص ارادتاً میری زیارت کے لیے آیا، وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے، رحمتِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں سے افضل ہو گئی۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں، وہ مدینہ منورہ ہے۔ حضراتِ گرامی! کس قدر بدنصیبی ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ لوگ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلمہ پڑھنے کے باوجود آپ کے درِ اقدس سے دوری کو شعار کرتے ہیں یا گوارا کرتے ہیں۔ اہلِ محبت کے امام، مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے کہا:

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

آج ہم محبت کے قبیلے کے اس نامور شاعر کی یاد منا رہے ہیں جس نے مکۂ مکرمہ کی زیارت اور طوافِ کعبہ کی سعادتیں بھی پائیں مگر ہمیشہ کے لیے "زائرِ مدینہ" کہلانا

پسند کیا، اسی کو اپنے لیے توشۂ آخرت بنایا اور ہمیشہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہرِ پاک کے گُن گاتا رہا۔

زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی ماضیٔ قریب کی شخصیت ہیں۔ ہم میں سے جن لوگوں نے ان کا کلام سنا، جنھوں نے ان کی نعتیں پڑھیں، وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے زیارتِ طابہ سے پہلے بھی اور حاضریٔ درِ اقدس کے بعد بھی، اپنی نعتوں میں مدینۂ مکرمہ کے مقدس ذروں کی تعریف ہی کی ہے۔

زائرِ مدینہ سردار احمد خاں بہزاد لکھنوی نیازی کا مجموعۂ نعت "کرم بالائے کرم" کراچی سے چھپا ہے اور دستیاب ہے۔ عام طور سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بس ان کا یہی ایک مجموعہ شائع ہوا ہے۔ لیکن صورتِ حال اس سے مختلف ہے۔ ان کی نعتوں کا ایک مجموعہ "نعتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے نام سے مکتبہ برہان دہلی نے شائع کیا تھا۔ بعد میں ادارۂ فروغِ اردو، لکھنؤ نے "ثنائے حبیب" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) چھاپی تو نعتِ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نعتیں بھی اس میں شامل کرلیں۔ ثنائے حبیبؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں ایک حمد، ۸۳ نعتیں اور ۳۲ سلام ہیں۔ بہزاد لکھنوی کی ایک حمد، ۹ سلاموں اور ۹۰ نعتوں کا ایک مجموعہ "نغمۂ روح" کے نام سے کراچی سے چھپا۔ "درمانِ غم" میں ان کی وہ ۶۰ نعتیں ہیں جو انھوں نے آل انڈیا ریڈیو دہلی کی ملازمت کے دوران میں ہر جمعے کو نشر کیں۔ ۱۹۳۶ میں ان کی غزلوں کا مجموعہ "آہِ نا تمام" بمبئی سے چھپا تو اس کے آغاز میں بھی پندرہ نعتیں ملتی ہیں۔ ۱۹۴۸ میں لاہور سے "کفر و ایمان" چھپی تو اس میں بھی ایک حمد اور ۹ نعتیں ہیں، اختر نعمانی کی مرتبہ "بستانِ بہزاد" دہلی سے شائع ہوئی تو اس میں بھی دس نعتیں شامل تھیں۔ "کرم بالائے کرم" میں عالمِ شوق، عالمِ کیف، یادِ مدینہ اور ثنائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عنوان سے ۱۴۲ نعتیں ہیں۔

بہزاد لکھنوی کی بیشتر نعتوں کی ردیف مدینۂ پاک کے ذکر سے منور ہے۔ مدینے کا ذکر تو خیر ان کی ہر نعت میں ہے۔ وہ زائرِ طیبہ ہوئے اور اسی سعادت کو اپنے لیے

باعثِ افتخار بلکہ باعثِ شناخت قرار دیتے ہیں "درمانِ غم" میں کہتے ہیں:

میری روحِ رواں مدینہ ہے
دل مدینہ ہے، جاں مدینہ ہے

محبت میں ان کی مدینے چلا ہوں
قسم زندگی کی، میں جینے چلا ہوں

"آہِ نا تمام" میں ہے:

الٰہی، میرا مدینہ مقام ہو جائے
وہیں پہ زیست کا قصہ تمام ہو جائے

"کفر و ایمان" میں یوں فریاد کرتے ہیں:

سنو میری فریاد شاہِ مدینہ
دکھا دو مجھے بارگاہِ مدینہ

"بستانِ بہزاد" میں ہے:

مری آرزو ہے مدینے کا ارماں
مری جستجو ہے مدینے کا ارماں

"ثنائے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)" میں ثنائے درِ حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یوں کرتے ہیں:

خوشا عالمِ آب و تابِ مدینہ
کہ ممکن نہیں ہے جوابِ مدینہ

اے دل کی لگی تاخیر ہے کیا، دل کا تو تقاضا دیکھ لیا
ہم سمجھیں گے سب کچھ دیکھ لیا، گر ہم نے مدینہ دیکھ لیا

صد شکر کہ مقصودِ دعا پیشِ نظر ہے
آرام گہِ شاہِ ہُدیٰ پیشِ نظر ہے

"نغمۂ روح" کا ایک مطلع بھی سماعت فرمائیے:

بصد شکر، بلایا ہے مجھے ارمانِ مدینہ
بصد شکر کہ ہوں دل سے میں قربانِ مدینہ

"اکرمِ بالائے کرم" کی بیسیوں نعتوں میں سے تین کے مطلعے دیکھیے:

سنو شادِ بیکس نوازِ مدینہ
کرے گا مجھ کو بھی سرفرازِ مدینہ

تصور تو ہی مجھ کو دکھلا مدینہ
کہ ہے عشق والوں کا کعبہ مدینہ

طیبہ ہی کی خواہش ہے، طیبہ ہی کا ارماں ہے
باقی تو ہے جو کچھ بھی، اک خوابِ پریشاں ہے

میں نے اب تک زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی مرحوم کی کتابوں میں سے چند مطلعے ہی پیش کیے ہیں۔ اس حقیقت کے اظہار میں کہ وہ مدینۂ منورہ کے ذکرِ مبارک ہی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اب ایک نعت کے چند شعر اس نقطۂ نظر سے ملاحظہ فرمایئے کہ وہ مدینۂ منورہ کا ذکر کس طرح ڈوب کر کرتے ہیں:

مری چشمِ آرزو کی جو ہے آرزو مدینہ
مرا حال مجھ سے پوچھو کہ ہے چار سُو مدینہ

مری ہر صدا کا مطلب، مری بے خودیٔ الفت
لبِ یار گفتگو مدینہ، مری گفتگو مدینہ

ہوں عجیب کشمکش میں، کوئی راز یہ بتا دے
کہ مدینہ رُو ہے کعبہ، کہ ہے کعبہ رُو مدینہ

یہ کمالِ جستجو ہے کہ کمالِ آرزو ہے
جہاں آنکھ بند کر لی، ہوا روبرو مدینہ

جب بہزاد لکھنوی زائرِ مدینہ نہیں ہوئے تھے تو اُن کی نوا کا رنگ یہ تھا:

وہیں بخششیں ہیں، وہیں رحمتیں ہیں
گنہگار کا ہے سہارا مدینہ

مرے بخت، مجھ کو بڑا غم رہے گا
اگر زندگی میں نہ دیکھا مدینہ

تجھی میں مزا ہے، تجھی میں تڑپ ہے
نہ جا اے غمِ دلنشینِ مدینہ

جو قسمت سے پاؤں وہاں تک رسائی
تو پلکوں سے جھاڑوں زمینِ مدینہ

اور جب وہ زائرِ مدینہ ہو گئے تو اپنی نگاہ کی عظمت کا ذکر یوں کیا:

اور اس سے بڑھ کے عروجِ نگاہ کیا ہو گا
درِ حضور علیہ السلام دیکھ لیا

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توصیف میں حضرت بہزاد راز کی باتیں بھی راز نہیں رکھتے:

دونوں عالم کے دیکھنے والو
سب نہاں ہیں، عیاں مدینہ ہے

راز کی بات تم کو بتلاؤں
بے نشاں کا بے نشاں مدینہ ہے

بہزاد لکھنوی معرفتِ ذاتِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عرفانِ ذاتِ خداوندی کا وسیلہ تو کہتے ہی ہیں، ارمانِ دیدِ مدینہ کو دل و جان کا مطمحِ اول سمجھتے ہیں:

رسائی نہیں اس کی ذاتِ خدا تک
جسے ذاتِ احمدؐ کا عرفاں نہیں ہے

نہ ہو جس میں دیدِ مدینہ کا ارماں
وہ دل دل نہیں ہے، وہ جاں جاں نہیں ہے

محاسنِ شعری میں صنائع بدائع کا استعمال بڑی اہمیت رکھتا ہے، شوکتِ الفاظ و حسنِ

تراکیب اپنی جگہ بہت بڑی بات ہے لیکن محاسنِ نعت کی ابجد تو جذبوں کا اظہار ہے، عقیدت و ارادت سے ڈوبی ہوئی لے ہے، محبت کا گداز ہے۔ شاعر دل سے بولتا ہوا دکھائی دے تو نعت ہوتی ہے۔ شاعر الفاظ و تراکیب کے استعمال میں، اسلوبِ بیان میں مؤدب کھڑا دکھائی دیتا دے تو نعت کہتا ہوا لگتا ہے۔ اسے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والثنا کے عُلوِ مرتبت کا احساس ہو اور اپنی کم مائیگی اور کوتاہ فہمی کا ادراک و اعتراف ہو، تو وہ نعت کہہ سکتا ہے۔ استاد امام دین گجراتی شاعر ہو یا نہ ہو، جب یہ کہتا ہے تو بہت بڑا نعت گو لگتا ہے کہ

زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے
جہاں پہ آستاں ہے محمدؐ کا

بہزاد لکھنوی کی جن نعتوں کے چند شعروں میں مدینۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حوالہ نہیں ہے، اس میں بھی وہ محبت کی زبان، عقیدت کے لہجے اور قربان ہو جانے کے اسلوب میں بات کرتے ہیں۔ دیکھ لیجیے!

زبانِ محمدؐ زبانِ خدا ہے
ہیں حکمِ خدا حکم ہائے محمدؐ
زباں پر محمدؐ محمدؐ نہ کیوں ہو
مری زندگی ہے برائے محمدؐ
ہمیں خوفِ محشر بھلا کس لیے ہو
ہمارا خدا ہے خدائے محمدؐ

اگر ہم حضور حبیبِ خداوندِ کریم و عظیم (علیہ التحیۃ والتسلیم) کے امتی ہونے پر مفتخر ہیں، اگر ہم غلامئ سرکارِ والا تبار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازاں ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ جو لوگ محبت سے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے رہے، وہ غلامانِ سرکار، آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیواؤں کی یاد میں رہیں۔ ہم انھیں بھول جانے کا جرم نہ کریں، ان کے تذکرے سے اپنی روح و جاں

میں سرور و انبساط کی بساط جمالیں۔ اس حوالے سے زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کا ایک خواب آپ کو سنا کر اجازت چاہوں گا کہ طیبہ کے خواب اور ان کی تعبیروں کے لیے دعائیں کافی ہیں، مقالے ضروری نہیں۔ زائرِ مدینہ کہتے ہیں:

کل رات مجھے خواب اک ایسا نظر آیا
جیسے کہ مجھے گنبدِ خضرا نظر آیا
ہر سمت حُدی خوانوں کے نغمے تھے فضا میں
اونٹوں کی قطاروں کا تماشا نظر آیا
لبیک کی آواز تھی ہر اک کی زباں پر
ہنستا نظر آیا کوئی روتا نظر آیا
ہر گام مچلتی نظر آتی تھیں ضیائیں
خورشید نظر آیا جو ذرہ نظر آیا
کچھ ایسے بھی راہی تھے کہ جو مُہر بہ لب تھے
ان میں سے ہر اک درد کا پُتلا نظر آیا
کچھ ایسے بھی تھے، نعت بلب گرمِ سفر تھے
ان میں سے ہر اک عشق کا نقشہ نظر آیا
بہزاد مگر ہاتھوں سے تھامے ہوئے دل کو
بے تاب سا، مدہوش سا، روتا نظر آیا

(۵ ستمبر ۱۹۸۶ کو مجلسِ سخن کی تقریب منعقدہ ہوٹل انٹرنیشنل لاہور میں پڑھا گیا)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب تک رہوں زندہ یوں ہی تڑپائے مدینہ
ہر سانس سے نکلے یہ صدا ہائے مدینہ

اس دشت میں ملتا ہی سکوں جوشِ جنوں کو
رشکِ گل و گلزار ہے صحرائے مدینہ

اک لمحہ نہ بھولے مجھے یادِ درِ محبوبؐ
اللہ مجھے ہر گھڑی یاد آئے مدینہ

جو کور نظر ہیں انھیں معلوم نہیں ہے
ملتا ہے مقدّر ہی سے سودائے مدینہ

جو ذرّہ ہے تابندہ ہے جو گوشہ ہے پُر نور
جنّت سے کہیں بڑھ کے ہے دُنیائے مدینہ

اس کو یہ سمجھ لینا ملی ہوش کی دُنیا
جس کو ملے اک قطرۂ مینائے مدینہ

بہزاد میں سمجھوں مجھے معراج ملی ہے
دیکھوں جو کبھی گنبدِ والائے مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

تڑپ ہاں تڑپ دل برائے مدینہ
وہ آئی وہ آئی ہوائے مدینہ

تجھے زاہدِ خشک اسکی خبر کیا
نہیں کوئی جنّت سوائے مدینہ

میں مہر و مہ نجم کو خاک دیکھوں
یہ پھیلی ہوئی ہے ضیائے مدینہ

مجھے مال و دولت کی حاجت نہیں ہے
الٰہی بنا دے گدائے مدینہ

وہ لذّت ملی ہے کہ جی چاہتا ہے
مَیں کہتا رہوں ماجرائے مدینہ

زباں پر مری وقتِ آخر خدایا
رہے نام خیرُ الورائے مدینہ

مدینہ مدینہ رٹے جاؤں گا میں
کہ بہزاد میں ہوں فدائے مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلامٌ علیٰ شہر یارِ مدینہ
تمنائے کل گلعذارِ مدینہ

سلامٌ علیٰ رونقِ دوجہانی
بہارِ دو عالم بہارِ مدینہ

سلامٌ علیٰ مقصد و حسرتِ دل
حبیبِ خدا تاجدارِ مدینہ

درود آپ پر اے دلوں کی تمنا
مُرادِ جہاں اے نگارِ مدینہ

کروں پے بہ پے شکر کے لاکھ سجدے
دِکھا دے جو قسمت دیارِ مدینہ

مرے غنچۂ دل کو آکر کھلا دے
اِدھر آ نسیمِ بہارِ مدینہ

نہ بہزاد کیوں اشک آنکھوں سے ٹپکیں
کہ مدت سے ہوں بے قرارِ مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

صدقے ترے اے ذوقِ فراوانِ مدینہ
پھر کروٹیں لینے لگا ارمانِ مدینہ

وہ بھول ہی سکتا نہیں اے صانعِ عالم
جو دیکھ چکا ہے وہ گلستانِ مدینہ

اللہ غنی رحمت و الطاف کا عالم
اللہ غنی بخشش و فیضانِ مدینہ

اے صلِّ علیٰ چار طرف نور کی تنویر
اے صلِّ علیٰ عالمِ رخشانِ مدینہ

جنت ہو کہ فردوسِ ارم ہو کہ جناں ہو
یہ کوئی ثنا ہی نہیں شایانِ مدینہ

خالق سے انھیں وہ درِ پُرفیض ملا ہے
شاہوں سے بھی بڑھ کر ہیں گدایانِ مدینہ

عشاق کا ایمان تو بہزاد ہے اتنا
کعبہ کو بھی سمجھا ہے بہ عنوانِ مدینہ

پھر اُن کا کرم لے کے چلا سُوئے مدینہ
پھر دیکھوں گا رحمت کدۂ کوئے مدینہ

اے بادِ صبا تیری عنایت کے میں قرباں
آنے لگی آنے لگی خوشبوئے مدینہ

جو سجدۂ پُرشوق ہے بیتاب جبیں میں
وہ سجدہ گزاروں گا سرِ کوئے مدینہ

اے رحمتِ کونین تری شان کے قرباں
استادہ دو عالم ہے سرِ کوئے مدینہ

ہم کیا ہیں، جہاں کیا ہے، زمیں کیا ہے، فلک کیا
کعبے کو بھی دیکھا ہے سرِ کوئے مدینہ

ہر لمحہ خطا بخش ہے ہر لحظ عطا بخش
اللہ غنی عالمِ نیکوئے مدینہ

بہزاد کا عالم ہی نرالا ہے جہاں سے
بہزاد کا مقصد ہے فقط کوئے مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جان و مرادِ دل ہے مدینہ
یعنی مری منزل ہے مدینہ

جو کوئی کشتی ہو طوفاں میں
اس کے لئے ساحل ہو مدینہ

سمجھو نہ سمجھو، جانو نہ جانو
سب کی مگر منزل ہے مدینہ

عشق ترا عالم ہے یہ دُنیا
حُسن تری محفل ہے مدینہ

وجد اور گریہ کیف اور مستی
ان سب کا حاصل ہے مدینہ

راز یہ ہے عالم پہ نمایاں
دافعِ ہر مشکل ہے مدینہ

کیوں نہ کہوں بہزاد میں ہر دم
دل ہے مدینہ دل ہے مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عاشق کے لئے کعبۂ اُلفت ہے مدینہ
عارف کے لئے منزلِ رحمت ہے مدینہ

اے طالبِ نعمت تجھے اک راز بتا دوں
اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، مدینہ

جاؤ گے تو دیکھو گے وہاں بارشِ تسکیں
عینِ کرم و عینِ محبت ہے مدینہ

بگڑی ہوئی تقدیر وہیں بنتی ہے جا کر
کونین میں اللہ کی رحمت ہے مدینہ

ملتی ہے تو پھر اس میں کمی ہی نہیں ہوتی
وہ گنج گرانمایہ وہ دولت ہے مدینہ

تم جاؤ کہیں پر بھی مگر دل نہ لگے گا
بہزادِ حزیں قلب کی حسرت ہے مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

شکر صد شکر کہ رہتی ہے مجھے یادِ مدینہ
دل رہتا ہے ہر وقت مرا شادِ مدینہ

ہر وقت نگاہوں میں تصور میں تو ہی ہے
اللہ رے اے حسنِ خداداد مدینہ

اُس کے ہی تصدق میں سنور جاتا ہے کردار
سب سے بڑی نعمت ہے فقط یادِ مدینہ

وہ کیف تو لفظوں میں بیاں ہو نہیں سکتا
جس کیف میں رکھتی ہے مجھے یادِ مدینہ

اب مشکلیں آتی ہی نہیں زیست میں کوئی
صدقے ترے قرباں ترے اے یادِ مدینہ

صدقے میں ترے دامنِ رحمت ہے مرا پُر
اب اور طلب کیا کروں اے یادِ مدینہ

اب لکھنؤ رہنے کی تمنا نہیں مجھ کو
اللہ بنا دے مجھے بہزادِ مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یارب بہ طفیلِ شہِ ذی شانِ مدینہ
کر سب کو عطا حسرت و ارمانِ مدینہ

اس در سے سدا پائے گا ہر قلب مُرادیں
تا حشر رہے گا یوں ہی فیضانِ مدینہ

وہ خاک سمجھ پائے گا مفہُومِ بہاراں
دیکھا ہی نہیں جس نے گلستانِ مدینہ

دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو یہاں ہو کہ وہاں ہو
جاؤ گے جہاں پاؤ گے فیضانِ مدینہ

ہر وقت مری رُوح پہ اک کیف ہے طاری
احسانِ مدینہ ہے یہ احسانِ مدینہ

اللہ دکھا دے ہمیں اللہ دکھا دے
وہ نور فزا عالمِ تابانِ مدینہ

بہزاد حزیں صرف مری ایک دُعا ہے
یارب مرا ہر سال ہو سامانِ مدینہ

میں قرباں ترے اے دیارِ مدینہ — نہیں بھول سکتا بہارِ مدینہ
مدینے کی گلیاں معطر معطر — معنبر معنبر غبارِ مدینہ
وہیں پر تو بنتے ہیں بگڑے مقدر — نہ کیوں ہو دو عالم نثارِ مدینہ
زمانے سے بڑھ کر دو عالم سے برتر — دیارِ مدینہ دیارِ مدینہ
اُن آنکھوں میں کون و مکاں کیا سمائیں — جن آنکھوں نے دیکھی بہارِ مدینہ
اُحد رُوح پرور قبا قلب افزا — نرالی ہے شانِ جوارِ مدینہ
مدینے میں جھکتا ہے قلبِ دو عالم — اسی سے سمجھ لو وقارِ مدینہ
فضاؤں میں تسکیں ہواؤں میں تسکیں — زہے عالمِ آشکارِ مدینہ

مری زندگی میں سکوں ہی سکوں ہے
میں بہزاد ہوں ریزہ خوارِ مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

کیا بتاؤں کہ کیا مدینہ ہے
ابتدا انتہا مدینہ ہے

رحمتوں کے لئے پریشاں ہو
رحمتِ دوسرا مدینہ ہے

عشق کا راز کوئی راز نہیں
عشق کا مدعا مدینہ ہے

بھر لو چل کر مراد سے دامن
کانِ لطف و عطا مدینہ ہے

سجدۂ شکر چاہیئے ہر گام
جائے شکرِ خدا مدینہ ہے

اے طبیبو خبر بھی ہے تم کو
ہر مرض کی دوا مدینہ ہے

اور کوئی طلب نہیں بہزاد
مقصد و مدعا مدینہ ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

مرکزِ ہر نظر مدینہ ہے
حاصلِ خشک و تر مدینہ ہے

قدم اس کے بہک نہیں سکتے
جس کے پیشِ نظر مدینہ ہے

ساقیو میں تو مست و بیخود ہوں
لے چلو تم جدھر مدینہ ہے

ہر قدم کیوں نہ برکتیں ہوں نصیب
وجہ عزمِ سفر مدینہ ہے

جو کہ بیمارِ عشق احمد ہے
اس کا بس چارہ گر مدینہ ہے

لب پہ ہر دم رہے درود و سلام
دل کا مقصد اگر مدینہ ہے

کعبہ تو گھر خدا کا ہے بہزاد
پر محمد کا گھر مدینہ ہے

تصور تو ہی مجھ کو دکھلا مدینہ
کہ ہے عشق والوں کا کعبہ مدینہ

وہیں روح پاتی ہے آرام کامل
کہ ہے ہر سکوں کا خزینہ مدینہ

مرے بخت مجھ کو بڑا غم رہے گا
اگر زندگی میں نہ دیکھا مدینہ

وہیں بخششیں ہیں وہیں رحمتیں ہیں
گنہگار کا ہے سہارا مدینہ

ہوائیں معطر فضائیں مجلا
ہے سارے زمانے سے پیارا مدینہ

ہر اک ذرہ میں حسن ہے جلوہ گستر
کہ ہے آنکھ والوں کی دنیا مدینہ

بہت دن سے گریاں ہے بہزاد مضطر
دکھا دیجئے شاہِ والا مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم
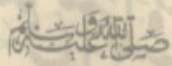
مرے درد کا چارہ گر ہے مدینہ
خوشا میرے پیشِ نظر ہے مدینہ

تصور نے بخشی ہے معراج مجھ کو
جدھر دیکھتا ہوں ادھر ہے مدینہ

وہیں جا کے کھلتی ہے چشمِ حقیقت
دوا و علاجِ بصر ہے مدینہ

مری روح پر کیف طاری ہے جب سے
تمنائے قلب و جگر ہے مدینہ

خوشا جذبِ الفت خوشا دردِ پیہم
خیالوں میں شام و سحر ہے مدینہ

ضیاؤں کی کثرت سے کھویا ہوا ہوں
مرے قلب میں جلوہ گر ہے مدینہ

جبھی اس تمنا میں بہزاد گم ہوں
کہ معراجِ ذوقِ نظر ہے مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہے ارمانِ دل کا خزینہ خزینہ
جبھی تو ہے لب پر مدینہ مدینہ

جو ہے بامِ عرفاں جو ہے بامِ ایقاں
اسی بام کا تو ہے زینہ مدینہ

سنورتی ہے جس سے حیاتِ دو عالم
سکھاتا ہے ایسا قرینہ مدینہ

یہی راز اک ناخدا نے بتایا
کہ ہے منزلِ ہر سفینہ مدینہ

مری حسرت و آرزو و تمنا
مری جان دل چشم و سینہ مدینہ

چمک جس کی کرتی ہے نظروں کو خیرہ
جہاں میں ہے ایسا نگینہ مدینہ

میں رٹتا ہوں بہزاد ہر روز و ہر شب
محمد محمد مدینہ مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر وقت ہی رہتی ہے مجھے یادِ مدینہ
کب ہوں گا میں اللہ مرے شادِ مدینہ

مجھ کو کسی شے کے لئے مٹنا نہیں منظور
کرنا ہے تو کر دے مجھے برباد مدینہ

وہ لوگ بنا لیتے ہیں جنت میں گھر اپنا
جو لوگ کہ ہو جاتے آبادِ مدینہ

اب حال مرا یہ ہے کہ میں جان بلب ہوں
للہ کرم اے کرم ایجادِ مدینہ

یہ حق ہے کہ کچھ کم نہیں ارشادِ خدا سے
ارشاد ترا صاحبِ ارشادِ مدینہ

اے بادِ صبا تیرے تصدق ترے قربان
ہاں آج سُنا دے مجھے رودادِ مدینہ

بہزاد یہ ارمان رہا جاتا ہے دل میں
اب دیکھئے کب ہوتا ہے دل شادِ مدینہ

مری چشمِ آرزو کی جو ہے آرزو مدینہ
مرا حال کچھ نہ پوچھو کہ ہے چار سُو مدینہ

مری ہر صدا کا مطلب مری بیخودیِ اُلفت
پس گفتگو مدینہ سرِ گفتگو مدینہ

مرے رہبروں سے کہدو کہ مجھے نہ آکے چھیڑیں
کہ ہے میری جستجو کیا مری جستجو مدینہ

یہ کمالِ جستجو ہے کہ کمالِ آرزو ہے
جہاں بند آنکھ کر لی ہُوا رُوبرُو مدینہ

ہُوا جب سے عشقِ احمد مرے دل میں جلوہ فگن
مرے دل کا حال یہ ذکر ہو مُو بمُو مدینہ

ہوں عجیب کشمکش میں کوئی راز یہ بتا دے
کہ مدینہ رُو ہو کعبہ کہ ہو کعبہ رُو مدینہ

مرے جذبِ شوق یوں تو تجھے بے اثر میں کہہ دوں
ترا ہوں میں جب ہی قائل کہ دکھائے تو مدینہ

اے صلِّ علیٰ میری منزل ہے مدینے میں
بیٹھا ہوں یہاں لیکن یہ دل ہے مدینے میں

رہنے دے یونہی قائم یہ زیست کے ہنگامے
اے عمرِ رواں تیرا حاصل ہے مدینے میں

اے رحمتِ دو عالم اللہ رے کرم تیرا
ہر جاں ہے مدینے میں ہر دل ہے مدینے میں

اس در کے گدا سب ہیں اس در کے بھکاری سب
وہ شاہ کہ سلطاں ہو سائل ہے مدینے میں

اک نام کی تسکیں تو مل جائے گی عالم میں
کہتے ہیں سکوں جسکو حاصل ہے مدینے میں

بھر جاتا ہے ہر دامن بہزادِ حزیں اس جا
ارمان و تمنا کی محفل ہے مدینے میں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جسکی جاں کو تمنا ہے دل کو طلب وہ سکوں بخش محفل مدینے میں ہے
یُوں تو جینے کو ہم جی رہے ہیں مگر جاں مدینے میں ہے دل مدینے میں ہے

فکرِ دُنیا وہاں دُور پاؤ گے تم قلب میں ہر طرف نُور پاؤ گے تم
رُوح کو اپنی مسرور پاؤ گے تم اک عجب کیف کامل مدینے میں ہے

ہر تمنا وہاں جا کے بر آئے گی، ایک رحمت کی دُنیا نظر آئے گی
نااُمید و تم اِتنا پریشاں نہ ہو آرزوں کا حاصل مدینے میں ہے

کیا مہ و مہر و نجم اور کیا انس و جاں ہیں اسی سمت مائل دلِ دو جہاں
کوئی سمجھے نہ سمجھے حقیقت یہ ہے ذرہ ذرہ کی منزل مدینے میں ہے

بارک اللہ یہ ذوق و شوق و خوشی، بارک اللہ یہ وجد و وارفتگی
عشق کا طوفِ ہر لمحہ صَلِّ عَلیٰ عشق کا کعبۂ دل مدینے میں ہے

ہے تصور میں ہر وقت بابُ السلام، ہیں تخیل میں ہر لحظہ وہ سقف و بام
جب سے بہزاد ان کا کرم ہو گیا جاں مدینے میں ہے دل مدینے میں ہے

بہزاد لکھنوی

تحریر: محمد اسلام شاہ

بہت سے اہلِ ذوق عشقِ حقیقی کی طرف مجاز کے راستے سے ہو کر آئے ہیں۔ بہزاد لکھنوی کا تعلق بھی اسی گروہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس نے ریڈیو کے بعد فلمی دنیا کے لیے گیت کہے، غزل کے دامن میں موتی ڈالے۔ کمرشل آرٹ، مینائے غزل اور عشقِ مجازی کے بیان سے جب بہزاد باہر نکلا۔ جب اس پر اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا خاص کرم ہوا۔ تو "کرم بالائے کرم" گواہ ہے کہ وہ دنیائے مجاز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر حقیقت کی وادیوں کا مسافر بن گیا۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوب کر نعتوں کے تحفے پیش کرتا رہا۔ روز بروز اہلِ ذوق اس عاشق کے گرویدہ ہوتے گئے۔ بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں ان کی نعتوں کی قبولیت نے حج کی صورت اختیار کی۔ اور پھر وفات پانے کے بعد ان کے حلقۂ معرفت کے لوگوں نے ہر سال اس پروانۂ شمعِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مزار پر کیف و سرُور کی محفلوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سچی بات ہے۔

نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ھُو

آج اس عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی قبر بھی زندہ ہے اور فضا میں آج بھی اس عندلیبِ ریاضِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کُوک گونج رہی ہے۔۔۔۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

بہزاد کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا، اس سلسلے میں حضرت گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کا ایک فرمان یاد آیا۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ میں نے طریقت کا

آدھا راستہ سماع اور باقی کا آدھا راستہ حسن قرائت سے طے کیا۔ بہزاد لکھنوی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی دکھائی دیتا ہے کہ اس نے طریقت کا آدھا راستہ گیت غزل اور آدھا راستہ نعت سے طے کیا۔ مجاز کی دنیا سے گزرا ہوا یہ انسان لوگوں کے لیے ان کی مجازی دنیا کے حوالے سے سادہ سادہ زبان اور لہجے میں، میٹھے میٹھے رس بھرے بولوں میں معرفتِ حق کے مشکل رموز آسان، دلکش پیرائے میں ڈھالتا گیا۔

لکھنؤ کی نسبت سے زبان ان کی خانہ زاد تھی۔ محاورے غلام تھے، حسنِ بیان پر پورا ملکہ تھا، سادگی و پُرکاری ان کی باندیاں تھیں۔ یہ سب باتیں نعت میں نعت کے تقدس کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے بیان کرنا ہی ان کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کے اس بلند مقام تک پہنچنے کے لیے انھوں نے انتہائی محنت کی۔ حالانکہ شروع شروع میں سردار احمد خان بہزاد ریلوے کے ایک معمولی کلرک تھے۔ پھر فلمی کمپنیوں اور ریکارڈنگ کمپنیوں کے لیے گیت اور غزلیں ریکارڈ کرنے میں مصروف ہوئے، مگر جب نعت کو اختیار کیا، تو نعت ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اور اس صنفِ مقدس میں بہت نام پیدا کیا۔ یوں تو جب ریڈیو دہلی سے نعت سناتے تھے، اسی وقت سے گھر گھر مقبول ہو گئے تھے۔ مگر پاکستان میں آکر کراچی ریڈیو سے تازہ بہ تازہ اور وجد و کیف آفریں نعتیں پڑھنا شروع کیں تو پاکستان بھر میں ان کی نعتیں بچے بچے کی زبان پر جاری ہو گئیں۔ ان کا ترنم بھی عقیدت و احترام اور سوز و گداز کا مرقع تھا۔ ان کی نعتوں میں ہجر و فراق کی تڑپ، مدینۂ منورہ سے والہانہ لگن اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چاشنی تھی۔ ویسے بھی نعت کا تعلق صرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔ یہاں آنکھوں سے آنسوؤں کے ترانے اور تڑپتے پھڑکتے دلوں کی دھڑکنیں ہی قبول کی جاتی ہیں۔ یہاں سوزِ جدائی کو تیز تر کیا جاتا ہے۔ اس راہ میں کیف و سرمستی اور سوز و گداز ہی سے گزر ہوتا ہے۔ بہزاد کے کلام میں یہ خوبیاں نمایاں ہیں۔ انکے ہاں مدینۂ نبوی سے انتہاء پیار ہے۔ انکی بہت سی نعتیں پوری کی پوری اس مضمون کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ ردیف اور

قافیے ہی دیکھیے۔ مثلاً۔ مدینہ کی راہیں، مدینہ کی گلیاں، مدینہ کی باتیں، شہرِ مدنی، مدینہ، مدینے میں۔

ان نعتوں سے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

رات دن رکھتی ہے بہزاد کو مجبور و تپاں
یہ تمنائے مدینہ شہرِ مدنی

گدا تو ہے بہزادِ مضطر مگر وہ
نہیں چاہتا کچھ سوائے مدینہ

ہر درد کا ہوتا ہے درمان مدینے میں
خالق کا بھی ہوتا ہے عرفان مدینے میں

انھی سے پہنچ جاؤں گا میں خدا تک
کہ راہِ خدا ہیں مدینے کی راہیں

دلِ زار بے تاب سا ہو رہا ہے
کوئی پھر سنا دے مدینے کی باتیں

میں بہزاد وہ بندگی کر رہا ہوں
کہ جس کا صلہ ہے مدینے کی گلیاں

اس مضمون کو سادہ روزمرہ لہجے میں دیکھیے:

مدینے کی جانب، مدینے کی سمت
ہر اک دن چلو، ہر مدینے چلو
یہاں تو نہ بہزاد پاؤ گے چین
مری بات مانو، مدینے چلو

اپنی نظم "حاجیوں سے خطاب" میں سوزِ جدائی کو اس رنگ سے ادا کرتے ہیں:

تڑپ تڑپ کے گزرتے ہیں رات دن اس کے
عجیب طرح کے ہیں یہ صبح و شام کہہ دینا

مسلسل آنکھ سے گرتے ہیں اشکِ خونِ جگر
دلِ حزیں میں تڑپ ہے مُدام کہہ دینا

بہزاد اپنے اشعار میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ پاک کو بھی بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ ایک نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اے صاحبِ شوکت صلِّ علیٰ اے رہبرِ امت کیا کہنا
ہر سمت تجلّی ہے تیری اے شمعِ رسالت کیا کہنا
ہر سانس تھی محوِ یادِ خدا، ہر بات تھی جانِ الّا اللہ
اِس زُہد و عبادت کے صدقے، یہ شانِ عبادت کیا کہنا
دشمن پہ کرم، دشمن پہ عطا، دشمن کے لیے بھی لب پہ دعا
اس شے کو سخاوت کہتے ہیں، یہ رنگِ سخاوت کیا کہنا

یہ مضمون ایک دوسری جگہ ملاحظہ ہو:

غیروں پہ بھی کرم ہے، یگانوں پہ بھی کرم
تم ہو بڑے کریم، بڑے مہرباں ہو تم

حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ کریمی کا تذکرہ ان کے ہاں یوں بھی ملتا ہے:

اللہ اللہ آپ کے دستِ کرم کی بخشش
ایک دنیا ایک عالم دامنِ سائل میں ہے

دو اشعار سن لیجیے:

مقصدِ دل جگر مدینہ ہے
یعنی مدِ نظر مدینہ ہے
چشمِ مشتاق کی ضرورت ہے
ہر جگہ جلوہ گر مدینہ ہے

مُراد و مقصدِ دل ہیں محمدؐ
تمنّاؤں کا حاصل ہیں محمدؐ

چراغِ راہِ منزل ہیں محمدؐ
فروغِ رنگِ محفل ہیں محمدؐ

پکارو تو کبھی اے غم نصیبو
کلیدِ بابِ مشکل ہیں محمدؐ

ہر اک لب پر انھیں کا تذکرہ ہے
کہ ہر سو میرِ محفل ہیں محمدؐ

منوّر ہیں انھیں سے دونوں عالم
جمالِ حق کے حامل ہیں محمدؐ

تعالی اللہ سیرت اور صورت
ہر اک پہلو سے کامل ہیں محمدؐ

میں ہوں بہزادؔ مستِ یادِ بطحا
مری جاں اور مرا دل ہیں محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمنائے ارض و سما ہیں محمدؐ
کہ محبوبِ ربِّ علیٰ ہیں محمدؐ

یہ راز ایک عارف نے مجھ کو بتایا
کہ ہر رنگ کی انتہا ہیں محمدؐ

یہ کہتی ہیں تابانیاں دو جہاں کی
کہ سرچشمۂ ہر ضیا ہیں محمدؐ

مرے چارہ سازو بس اتنا سمجھ لو
دعا ہیں محمدؐ دوا ہیں محمدؐ

نہ کیوں اُن کی جانب اٹھیں میری نظریں
گنہگار کا آسرا ہیں محمدؐ

فقیروں کا عالم نہ پوچھو نہ پوچھو
فقیروں کے دل کی صدا ہیں محمدؐ

نہیں اور بہزاد ارمان کوئی
فقط حسرت و مدعا ہیں محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

قبلۂ ارماں روئے محمدؐ
کعبۂ مقصد کوئے محمدؐ

نیکی و شفقت جود و سخاوت
بخشش و رحمت خوئے محمدؐ

جلوہ فروزِ کون و مکاں ہے
عکسِ رخِ نیکوئے محمدؐ

جز اس کے ہم کچھ نہیں کہتے
کھنچتا ہے دل تو سوئے محمدؐ

کالی گھٹاؤ کالی گھٹاؤ
دیکھے بھی ہیں گیسوئے محمدؐ

سرو کی گردن شرم سے خم ہے
اُف رے قدِ دلجوئے محمدؐ

خالقِ عالم بہزادِ مضطر
پہنچے گا کب تا کوئے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

مالکِ دو جہاں نبیِ کریمؐ
جانِ کون و مکاں نبیِ کریمؐ

کعبۂ اہلِ قلب و اہلِ نظر
قبلۂ انس و جاں نبیِ کریمؐ

منزلِ فکر صاحبانِ فکر
بے نشاں کا نشاں نبیِ کریمؐ

چارۂ بے بسانِ کل عالم
شافعِ بیکساں نبیِ کریمؐ

مقصدِ واقفانِ بزمِ الٰہ
مرکزِ عارفاں نبیِ کریمؐ

صاحبِ تاج و صاحبِ معراج
تاجدارِ زماں نبیِ کریمؐ

ہے بہت بے قرار سا بہزاد
دیجیے اس کو اماں نبیِ کریمؐ

درود و سلام کا مبلّغ

مدینۂ طیبہ کا سچا نام لیوا — بہزاد لکھنوی

تحریر: ایڈیٹر نعت

قرآنِ مجید میں اہلِ ایمان کو حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درود و سلام پیش کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس سے پہلے اس کام کی اہمیت کا واضح اعلان ضروری سمجھا گیا۔ یہ بتا دیا گیا کہ اللہ اور فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ایک مطلب یہ تھا کہ صرف تمہی کو یہ کام کرنے کا فرض نہیں سونپا جارہا۔ دوسرا مفہوم یہ تھا کہ سرکار علیہ التحیۃ والتسلیم کو نبی کہہ کر درود بھیجنے کی بات کی جارہی ہے۔ اور نبی میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت بھی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

قرآنِ کریم میں جو احکام دیے جاتے ہیں، عموماً ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ حکم دے دیا جاتا ہے، یہ بات نہیں بتائی جاتی کہ وہ کس موقع کے لیے ہے۔ یہ وضاحت حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ارشادات و فرامین اور آپ کے اسوۂ حسنہ سے ملتی ہے۔ قرآنِ پاک میں صلوٰۃ کے قیام کا بار بار حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے اوقات کی مکمل تعیین و تفصیل اور اس کا طریقِ کار یہاں بیان نہیں کیا گیا۔ زکوٰۃ ادا کرنے کی اہمیت اور زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی تعریف قرآنِ مجید میں موجود ہے لیکن ہمیں اس کی تفصیلات و جزئیات کے لیے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمودات سے رہنمائی حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اسی طرح روزے فرض کردیے گئے، یہ بھی بتایا گیا کہ کس کس کو رعایت ہے لیکن بہت سی جزئیات ایسی ہیں جن کے متعلق

وسلام ہم پر فرض ہوتا ہے' ہمیں اپنے سرکارِ والا تبار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی احادیثِ مبارکہ سے رجوع ہونا پڑتا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے' وہ بخیل ہے۔ ایک جگہ فرمایا' ایسا شخص بدبخت ہے۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے' یہ غلطی کرنے والا جہنمی ہے۔ ایک ارشادِ مبارک یہ ہے کہ اس ضروری ہدایات حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا نے جاری فرمائیں۔

درود و سلام کا فرض ادا کرنے کی بھی یہی صورت ہے۔ اللہ کریم جل شانہٗ نے اس کی فرضیت کا اعلان تو فرما دیا لیکن یہ دیکھنے کے لیے کہ کس موقع پر درود شخص کے لیے ہلاکت ہے جو قیامت میں میرے دیدار سے مشرف نہ ہو اور وہ شخص ایسا بخیل ہے جو میرا نام سُنے اور درود نہ بھیجے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو اس نے مجھ پر جفا کی۔ ایک جگہ ایسے شخص کی ہلاکت کی وعید ہے' ایک جگہ اس کو ذلیل و خوار بتایا گیا ہے۔ ایک حدیثِ پاک میں ہے' جو شخص اس فرض سے غافل رہا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سُننِ ابنِ ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو فرد مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا' وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ ———— یعنی' باقی ہر غلطی معاف ہے' مگر یہ فرض غلطی سے بھی رہ گیا تو بھگتنا ہوگا۔

جہاں درود و سلام مومنوں پر فرض ہو گیا' وہاں ان میں سے کسی سے کوتاہی ہوئی تو اس کے لیے سخت وعیدیں ہیں جن میں سے چند کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ یہ موقع وہ ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرے' سُنے' لکھے یا پڑھے۔ اس صورت میں درود و سلام فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن جب آپ تسبیح لے کر بیٹھ جاتے ہیں یا بغیر گنے درود و سلام پڑھنے لگتے ہیں تو یہ فرض نہیں ہوتا' یہ مستحب ہے۔

اس صورت میں آپ کمائی ہی کر رہے ہوتے ہیں۔ فرض رہ جائے تو وعیدیں ہیں' مستحب درود و سلام پڑھیں تو اللہ تعالیٰ کے بہت سے وعدے سامنے آتے ہیں۔

احادیث و سِیَر کی کتابوں میں بے شمار انعامات کا ذکر ملتا ہے جو درود خواں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملیں گے مثلاً اللہ تعالیٰ درود خواں کے دنیا و آخرت کے سارے کام اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ فرشتے درود خواں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے غضب سے امان نامہ لکھ دیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اسے عرشِ الٰہی کے سائے میں جگہ دی جائے گی۔ حوضِ کوثر پر اسے خصوصی مراعات ملیں گی۔ وہ پُل صراط سے نہایت آسانی اور تیزی سے گزر جائے گا۔ اسے دشمنوں پر فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے۔ جنت کے دروازے پر اس کا کندھا آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کندھے سے چھو جائے گا۔ اسے جانکنی میں آسانی ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ جو مومن ایک بار درود و سلام پیش کرے گا' اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا' اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجات بلند کر دے گا ———— اور' جو مومن جتنا زیادہ درود پاک پڑھے گا' اتنا ہی قیامت کے دن اپنے آقا و مولا علیہ السلام والثنا کے قریب ہوگا۔

بدقسمتی سے یہ احادیثِ مبارکہ ہماری نظر سے گزرتی رہتی ہیں' لیکن ہم ان پر غور نہیں کرتے' ان ارشادات و فرمودات کو حرزِ جاں نہیں بناتے۔ جنھوں نے ایسا کر لیا' دنیا و آخرت کی نعمتیں ان کے لیے فرشِ راہ بنی رہیں۔ اور' جو شخص ایک بار اس نعمت کا مزا چکھ لیتا ہے' درود و سلام پڑھنے میں مشغول ہو جاتا ہے' وہ محبت کی اس دلدل سے کسی صورت نکل نہیں سکتا' اس کی برکات و فیوض سے متمتع اور مستفید ہونا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔

بہزاد لکھنوی کے نعتیہ کلام کی دو ہی خصوصیات ہیں۔ وہ سب سے زیادہ مدینہ' مکرمہ کا ذکر کرتا ہے' اس شہرِ محبت کی عظمتوں کے گُن گاتا ہے۔ کبھی تصورِ مدینۂ پاک

میں گم دکھائی دیتا ہے، کبھی یادِ مدینہ میں رطبُ اللساں نظر آتا ہے۔ کہیں حاضری کی کیفیتوں کو زبان بخشنے کی سعی میں مصروف ہے تو حضوری کی ساعتوں کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کرتا ہے۔ کبھی مدینۂ طیبہ میں موت کی تمنا میں ہاتھ اور دامن پھیلاتا ہے تو کبھی وہاں سے واپسی کا خیال اسے سوہانِ روح لگتا ہے۔ غرض مدینۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تعریف و ثنا میں ہر وقت تر زباں دکھائی دینے والا شخص بہزاؔد کہلاتا ہے۔

نعتِ بہزاد کا دوسرا خاص موضوع درود و سلام ہے۔ زائرِ مدینہ بہزاؔد لکھنوی طابہ میں حاضر ہو تو بھی اور اس شہرِ مقدس سے مہجوری کی کیفیتوں کا حامل ہو تو بھی، درود خوانی میں مصروف ہوتا ہے۔ اور، ہمہ وقت اس وظیفۂ خدا و ملائکہ میں مشغول رہنا اس کی سب سے بڑی خواہش ہے اور اسی کو وہ حاصلِ حیات سمجھتا ہے۔

ایسا بہزاؔد کو بنا دیجے
بھیجے صبح و مسا درود و سلام
لب جو خاموش ہوں تو پڑھتی ہے
میرے دل کی زباں درود و سلام
بھیجتا ہے بصدقِ دل بہزاؔد
اے مرادِ درود! تم پہ سلام

بہزاد نے درود پڑھنے کے فرض کی اور اس کے استحباب کی صورتیں ازبر کر لی ہیں، اور وہ کوئی موقع نہیں گنواتا جب وہ اس شغلِ نیک میں مصروف نہ ہو۔ "کرم بالائے کرم" کی بہت سی نعتوں کی تو ردیف ہی درود و سلام، لاکھوں سلام، صلِ علیٰ محمدؐ، صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عام نعتوں میں بھی وہ درود و سلام کے موضوع پر کوئی نہ کوئی شعر کہہ دیتا ہے۔ اور، ہر بار اس وظیفے کے شغل کے ساتھ وہ اپنے آقا و مولا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کوئی صفت ضرور بیان کرتا ہے، درود و سلام پیش کرتے ہوئے اس کی وجہ کا ذکر کرتا ہے۔ وجہِ تخلیقِ ہر این و آں کو یوں سلام کرتا ہے۔

باعثِ خلقِ کرسی و افلاک
وجہِ لوح و قلم سلامٌ علیک

دیکھنے والوں اور مانگنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر جگہ نظر آتے ہیں اور ہر کسی کو عطا فرماتے ہیں، اس لیے ان پر درود و سلام۔

اہلِ نظر ہیں گواہ، اہلِ طلب ہیں گواہ
تم ہو عیاں ہر قدم، تم پہ درود و سلام

وہ قرار دیتے ہیں کہ ہر کسی کی خبر رکھنے والی ہستی پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام کیوں نہ بھیجا جائے:

رحمتِ دو سرا، اے شہِ بحر و بر، ہو دو عالم میں کوئی کہیں بھی مگر
اللہ اللہ تم کو ہے سب کی خبر، تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

ایک نعت میں کہتے ہیں:

نکتۂ پرکارِ حق، معنیٔ اظہارِ حق
سرِّ وجود و عدم، تم پہ لاکھوں سلام

ہر جگہ درود و سلام پیش کرتے ہوئے بہزاؔد لکھنوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف خصوصیات اور خصائلِ پاک کا حوالہ دیتا جاتا ہے:

جو ہیں ربیعِ کرم، جو ہیں شامِ عطا
جو ہیں لطفِ دوام، ان پہ لاکھوں سلام
دافعِ ہر بلا و ہر آفت
قاطعِ کفر و شر درود و سلام
معدنِ خیر و برکت و ایثار
مخزنِ لطف و جُود! تم پہ سلام
تم پہ ہر نفس درود، اے مرادِ خشک و تر
تم پہ ہر گھڑی سلام، اے دعائے بوالبشر!

راہنمائے حیات، مشعلِ شامِ ممات
راہبرِ گام گام تم پہ درود و سلام

ایک شعر میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تین عظمتوں کا ذکر کر کے درود پاک کا ہدیہ پیش کرتا ہے:

ان پر درود بھیجو جو ختمِ انبیا ہیں
جو وجہِ دوسرا ہیں، محبوبِؐ کبریا ہیں

وہ ہر وقت، دم بہ دم درود خواں رہنے کی وجہ بھی بیان کرتا ہے کہ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نگاہوں میں رہتے ہوں تو کوئی لمحہ بھی اس وظیفۂ خداوندی سے بیگانہ نہیں رہا جا سکتا۔

رہیے بہزاد کی نگاہوں میں
وہ کہے دم بہ دم سلامٌ علیک

بہزاد نمازِ عشق ادا کرنے کے داعیے میں نگاہوں کو باوضو رکھنے کی اہمیت سے غافل نہیں رہتا۔

پیشِ سرکارِ دو جہاںؐ بہزاد
کہہ دے با چشمِ نم سلامٌ علیک

یا اللہ! ہماری زندگیوں کو بھی درود خوانی کی روشنیوں سے منور و مستنیر کر دے۔ ہمیں بھی شعور بخش دے کہ ہمارا کوئی لمحہ خدا و ملائکہ کی ہم زبانی کے شرف سے خالی نہ ہو۔ آمین!

صلی اللہ علیہ وسلم

جن کے ہیں دن اور رات اُن پہ درود و سلام
جن کی ہے یہ کائنات اُن پہ درود و سلام

جن کا نشاں ہر نشاں جو ہیں عیاں اور نہاں
جن کے لئے ہے ثبات اُن پہ درود و سلام

جو ہیں شفیعِ زماں، چارہ گرِ بیکساں
جنکی بدولت نجات اُن پہ درود و سلام

جن کا کلام مُبیں باعثِ ایمان و دیں
حق ہے ہر اک جن کی بات اُن پہ درود و سلام

جن و بشر کو ملی وحش و طیر کو ملی
جن کے سبب سے حیات اُن پہ درود و سلام

سب سے زیادہ بلند سب سے سوا ارجمند
بعدِ خدا جن کی ذات اُن پہ درود و سلام

ہُوں ہی میں بہزاد کیا کر جو سکوں کچھ نثار
جن کے ہیں سارے صفات اُنپہ درود و سلام

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے شہِ بحر و بر درود و سلام — محتشم مقتدر درود و سلام

کعبۂ ہر نگاہ و جان و دل — قبلۂ ہر نظر درود و سلام

نوری و نور زا و نورِ تمام — وجہِ شمس و قمر درود و سلام

تاجدارِ زمان و کل عالم — مالکِ خشک و تر درود و سلام

دافعِ ہر بلا و ہر آفت — قاطع کفر و شر درود و سلام

شامِ ایماں نواز و روح فروز — صبحِ عرفاں اثر درود و سلام

فخرِ عیسیٰ و نازِ نوح و خلیل — نازشِ بوالبشر درود و سلام

ہم ہیں اور آفتِ زمانہ ہے — ہم پہ کیجے نظر درود و سلام

عشق بہزاد کو عطا کیجے
تا پڑھے ہر سحر درود و سلام

درود اُن پہ جو آفتابِ زماں ہیں
سلام اُن پہ جو ماہتابِ مکاں ہیں

درود ان پہ جو وجہِ کون و مکاں ہیں
سلام ان پہ جو باعثِ دو جہاں ہیں

درود اُن پہ جو ہیں غریبوں کے والی
سلام ان پہ جو شافعِ عاصیاں ہیں

درود ان پہ جو ہیں مُرادِ زمانہ
سلام اُن پر جو معنیِ این و آں ہیں

درود اُن پہ جو اولیاء کا ہیں مرکز
سلام ان پہ جو منزلِ عارفاں ہیں

درود اُن پہ، ہیں رحمتیں عام جن کی
سلام اُن پہ جو محسن و مہرباں ہیں

میں اک راز کی بات بہزاد کہہ دوں
جو وہ مہرباں ہیں تو سب مہرباں ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمتِ وخیرِ اُمم تم پہ درود و سلام
لُطف و سراپا کرم تم پہ درود و سلام

دافعِ درد و بلا شافعِ روزِ جزا
قاطعِ آلام و غم تم پہ درود و سلام

نکتۂ پرکارِ حق معنیٔ اظہارِ حق
سرِّ وجود و عدم تم پہ درود و سلام

تم ہو ضیائے جہاں نور فروزِ زماں
تم ہو چراغِ حرم تم پہ درود و سلام

تم پہ فدا جان و دل تم پہ فدا آب و گل
تم پہ فدا کیف و کم تم پہ درود و سلام

اہلِ نظر ہیں گواہ اہلِ طلب ہیں گواہ
تم ہو عیاں ہر قدم تم پہ درود و سلام

اے شہِ والا مقام میں ہوں تمہارا غلام
کیوں نہ پڑھوں دمبدم تم پہ درود و سلام

صلی اللہ علیہ وسلم

رسولِ خدا پر درود و سلام
شہِ دوسرا پر درود و سلام

جو ہے عین صدق و صفا و کرم
اُسی باصفا پر درود و سلام

ہر اک سانس تھی جسکی وقفِ اِلٰہ
اُسی باخدا پر درود و سلام

تجلّی سے ہے جسکی روشن جہاں
اُسی پُرضیا پر درود و سلام

ہے رحمت ہی رحمت جو سرتاقدم
اُسی پُرعطا پر درود و سلام

جو ہے رہنمائے رہِ مرگ و زیست
اُسی رہنما پر درود و سلام

ہے بہزاد جانِ عباداتِ کُل
حبیبِ خدا پر درود و سلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے شفیعِ اُمم سلامٌ علیک — محترم محتشم سلامٌ علیک

عینِ صدق و صفا و جود و عطا — عینِ لُطف و کرم سلامٌ علیک

بدرِ کونین ماہتابِ جہاں — آفتابِ حرم سلامٌ علیک

باعثِ خلقِ کُرسی و افلاک — وجہِ لوح و قلم سلامٌ علیک

آپ کے فقر ہی کا صدقہ ہے — شان و جاہ و حشم سلامٌ علیک

آپکی دُھوم شرق سے تا غرب — از عرب تا عجم سلامٌ علیک

اپنی اُمت پہ کیجیے للہ — اِک نگاہِ کرم سلامٌ علیک

آپ ہی پر نگاہ ہے سب کی — دُور کیجیے اَلم سلامٌ علیک

رہیے **بہزاد** کی نگاہوں میں
وہ کہے دمبدم سلامٌ علیک

قلبِ کشف و کشود تم پہ سلام
رُوحِ وِرد و درُود تم پہ سلام

باعثِ نکہت و دلآویزی
وجہِ رنگ و نمود تم پہ سلام

معدنِ خیر و برکت و ایثار
مخزنِ لُطف و جُود تم پہ سلام

مدّعائے ہر آرزو ہر رنگ
مقصدِ ہست و بُود تم پہ سلام

اے سراپائے حُسن و محبوبی
اے حبیبِ ودود تم پہ سلام

شافعِ ہر گناہگارِ جہاں
حامیِ ہر وجود تم پہ سلام

بھیجتا ہے بصدقِ دل **بہزاد**
اے مُرادِ درود تم پہ سلام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گفتۂ حق پیغامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
اسمِ معظم نامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

پایا کہاں سے مایۂ ایماں پائی کہاں سے دولتِ عرفاں
یہ سب ہیں اکرامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

اے بطحا کو جانے والو مجھ کو بھی اپنے ساتھ لے لو
میں بھی ہوں مستِ جامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

دل کے سکوں کا راز ہے اتنا پوچھے اس سے کہہ دینا
پڑھتے رہو بس نامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

یارب الٰہا گم کر دے **بہزاد** کو عشقِ بطحا میں
صدقۂ فیضِ عامِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کعبۂ دل سرکارِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
قبلۂ جاں دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ ان کی تجلی اللہ اللہ اُن کی ضیائیں
ہر سو ہیں انوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیا ذرّے کیا چاند ستارے کیا یہ ہوائیں کیا یہ گھٹائیں
کون نہیں سرشارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دین اس کا ہے دنیا اس کی حق اس کا ہے عقبیٰ اس کی
جس کو بھی ہو دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ایماں کیا ہے یہ ایماں ہے عرفاں کیا ہے یہ عرفاں ہے
حق ہے ہر گفتارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جی میں ہے یہ **بہزاد** فسردہ کاش وہ دن آئے کہ پڑھوں میں
نعت سرِ دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فخرِ زمانہ نازشِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
رہبر کامل ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

خلق مجسم مشعلِ ایماں رحمتِ کامل ختمِ رسولاں
خضر کے رہبر نوح کے ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم

چہرۂ انور ماہِ تمامی چشمِ مقدس حق کی پیامی
نامِ مبارک اسمِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

روئے منور صبحِ درخشاں صبحِ درخشاں خنداں خنداں
گیسوئے مشکیں شامِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

واقفِ راز و رمزِ الٰہی صاحبِ سرِّ خود آگاہی
حق کے شیدا حق کے محرم صلی اللہ علیہ وسلم

نور فروزِ جادۂ ایماں نور فشاں منزلِ عرفاں
نورِ سراپا نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

رہتا ہے بہزاد پریشاں اس کو مدینے کا ہے ارماں
اس پہ کرم اے جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ رسولاں ختمِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
صاحبِ قرآں شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم

عینِ عطا و عینِ عنایت عینِ محبت عینِ صداقت
رحمتِ عالم ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ تمام و نورِ مکمل نورِ مجسم نورِ سراپا
مہرِ درخشاں ماہِ منور صلی اللہ علیہ وسلم

ہم کو بھی ہے ارمانِ مدینہ لے جان لے جانانِ مدینہ
ہم کو دکھا دو روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم

بگڑی ہوئی امت کی بنا دو بیڑے کو بس کے پار لگا دو
تم ہو حبیبِ طالبِ داور صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتی ہے میری روح سلامی ملتا ہی مجھ کو لطفِ غلامی
پڑھتا ہوں جب بھی نعتِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جان وسکونِ جاں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

درمانِ ہر زیاں ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

مفہومِ دوجہاں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

مقصودِ این وآں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

اسکے ہی وِرد سے تو مٹتی ہو دل کی کلفت

تسکین بیکساں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

صلِّ علیٰ محمدؐ ہم ہیں غلام اُس کے

جو وجہ دوجہاں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

جو وجہ عالمیں ہو جو ختمِ مرسلیں ہو

جو جانِ مرسلاں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

جو راحتِ زمانہ جو نازشِ دو عالم

جو رحمتِ زماں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

بہزاد جو ہے قبلۂ عشاق دوجہاں کا

وہ اُن کا آستاں ہو صلِّ علیٰ محمدؐ

تاجِ رسل شہِ شہاں صلِّ علیٰ محمدٍ

واقفِ رازِ این وآں صلِّ علیٰ محمدٍ

شافعِ روزِ آخری خاتمِ لفظِ سروری

چارۂ دردِ بیکساں صلِّ علیٰ محمدٍ

نورِ ظہورِ کبریا خاتم وختمِ انبیاءؑ

صبحِ مرادِ عاشقاں صلِّ علیٰ محمدٍ

باعثِ خلقِ کائنات جہتِ فرارِ شبہات

وجہ بنائے دوجہاں صلِّ علیٰ محمدٍ

رحمتِ عالمیں لقب شافعِ مذنبیں لقب

پشت پناہِ عاصیاں صلِّ علیٰ محمدٍ

رہبرِ راہِ راستی خضرِ جہانِ بے خودی

حاصلِ ذکرِ صادقاں صلِّ علیٰ محمدٍ

منزلِ شوقِ طالباں مشعلِ راہِ قدسیاں

مرکزِ فکرِ عارفاں صلِّ علیٰ محمدٍ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ رحمتِ خدا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ
دل کہہ کے جھومتا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

جس ذاتِ باصفا نے یہ راہِ حق دکھائی
محبوبِ کبریا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

جو جانِ عارفاں ہے ایمانِ عاشقاں ہے
جانانِ انبیاء ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

جس پر تمام کر دیں کل نعمتیں خدا نے
خود نعمتِ خدا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

ہم اُس کے ہیں فدائی جس کا کہ نام نامی
ہر درد کی دوا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

اُس پر درود ہر دم اس پر سلام ہر دم
جو وجہ دوسرا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

بہزاد ان کی اُلفت بہزاد اُن کا دامن
بس میرا آسرا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ء کے خاص نمبر

- جنوری ـــــ حمدِ باری تعالیٰ
- فروری ـــــ نعت کیا ہے
- مارچ ـــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
- اپریل ـــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اوّل)
- مئی ـــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- جون ـــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ـــــ نعتِ قدسی
- اگست ـــــ غیر مسلموں کی نعت (حصہ اوّل)
- ستمبر ـــــ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ اوّل)
- اکتوبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
- نومبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- دسمبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ سوم)
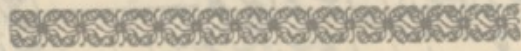
مہینہ	عنوان
جنوری	لاکھوں سلام (حصہ اوّل)
فروری	رسول نمبروں کا تعارف (حصہ دوم)
مارچ	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اوّل)
اپریل	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
مئی	لاکھوں سلام (حصہ دوم)
جون	غیر مسلموں کی نعت (حصہ دوم)
جولائی	کلامِ ضیاء (علامہ ضیاء القادری) حصہ اوّل
اگست	کلامِ ضیاء (حصہ دوم)
ستمبر	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ سوم)
اکتوبر	درود و سلام (حصہ اوّل)
نومبر	درود و سلام (حصہ دوم)
دسمبر	درود و سلام (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۰ء کے خاص نمبر

- جنوری ___ حسن رضا بریلوی کی نعت
- فروری ___ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ سوم)
- مارچ ___ درود و سلام (حصہ چہارم)
- اپریل ___ درود و سلام (حصہ پنجم)
- مئی ___ درود و سلام (حصہ ششم)
- جون ___ غیر مسلموں کی نعت (حصہ سوم)
- جولائی ___ اردو کے صاحب کتاب نعت گو (حصہ چہارم)
- اگست ___ وارثیوں کی نعت
- ستمبر ___ آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ اول)
- اکتوبر ___ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (حصہ چہارم)
- نومبر ___ درود و سلام (حصہ ہفتم)
- دسمبر ___ درود و سلام (حصہ ہشتم)

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۹۱ء کے خاص نمبر

- جنوری ___ شہیدانِ ناموس رسالت (اول)
- فروری ___ شہیدانِ ناموس رسالت (دوم)
- مارچ ___ شہیدانِ ناموس رسالت (سوم)
- اپریل ___ شہیدانِ ناموس رسالت (چہارم)
- مئی ___ شہیدانِ ناموس رسالت (پنجم)
- جون ___ غریب سہارنپوری کی نعت
- جولائی ___ نعتیہ مسدس
- اگست ___ فیضان رضا
- ستمبر ___ عربی ادب میں ذکرِ میلاد
- اکتوبر ___ سراپائے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
- نومبر ___ اقبال کی نعت
- دسمبر ___ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۲ء کے خاص نمبر

جنوری	نعتیہ رباعیات
فروری	آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ دوم)
مارچ	نعت کے سائے میں
اپریل	حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (اول)
مئی	حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (دوم)
جون	حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (سوم)
جولائی	غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ چہارم (لالہ لچھمی نرائن سخا کی نعت گوئی)
اگست	آزاد نعتیہ نظم
ستمبر	سیرت منظوم
اکتوبر	سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
نومبر	سفر سعادت، منزل محبت (حصہ اول)
دسمبر	سفر سعادت، منزل محبت (حصہ دوم)

۱۹۹۳ کے خاص نمبر

○ جنوری	۹۲ (قطعات)
○ فروری	عربی نعت اور علامہ نبہانی
○ مارچ	ستار وارثی کی نعت گوئی
○ اپریل	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بچے
○ مئی	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاہ فام رفقا
○ جون	زائرِ مدینہ بہزاد لکھنوی کی نعت

آئندہ شمارہ

جولائی اگست کا مشترکہ شمارہ ہو گا

ضخامت ۲۵۶ صفحات ہو گی

موضوع ہے "تسخیر عالمین اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(یہ شمارہ ان شاءاللہ یکم اگست تک آپ کے ہاتھ میں ہو گا)

راجا رشید محمود کے اردو مجموعہ ہائے نعت

۱۔ وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک (۱۳۹۷ ہجری)

☆☆☆ یہ اُن کے پہلے اُردو مجموعۂ نعت کا تاریخی نام ہے۔ کتاب ۱۹۷۷ء میں چھپی' اور اب ناپید ہے۔ کتاب میں دو حمدیں' ۳۷ نعتیں اور ۱۲ مناقب ہیں۔ آخر میں منظوم و منثور تقاریظ ہیں۔

۲۔ حدیثِ شوق

☆☆☆ دوسرا مجموعۂ نعت جو سب سے پہلے ۱۹۸۲ء میں' پھر ۱۹۸۴ء میں اور ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ کتاب میں ۸۷ نعتیں جن میں حضور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والثنا کے لیے کہیں تُو یا تُم کا استعمال نہیں کیا گیا۔

۳۔ منشورِ نعت

☆☆☆ اُردو اور پنجابی نعتیہ فردیات کا مجموعہ جو ۱۹۸۸ء میں طبع ہوا۔ (نعت کے حوالے سے چھپنے والا یہ فردیات کا پہلا مجموعہ ہے)

۴۔ سیرتِ منظوم

☆☆☆ ۹۲ کا تحفہ۔ قطعات کی صورت میں پہلی منظوم سیرت ہے۔

۵۔ "۹۲"

☆☆☆ ۹۲۔ اردو نعتیہ قطعات کا مجموعہ جسے شہناز کوثر اور اظہر محمود نے مرتّب کیا۔

راجا رشید محمود کے پنجابی مجموعۂ نعت

نعتاں دی اَٹّی

○... پنجابی نعت کا پہلا دیوان جس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حیاتِ پاک کے ۶۳ برسوں کے حوالے سے ۶۳ نعتیں ہیں۔ کتاب پر بارھویں "قومی سیرتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس" منعقدہ بارہ ربیع الاول ۱۴۰۸ ہجری میں صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ حدیثِ شوق' سیرتِ منظوم اور "۹۲" کی طرح اِس پنجابی مجموعۂ نعت میں بھی حضور سرورِ کائنات علیہ السّلام والصلوٰۃ کے لیے "تُو یا تم" کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا۔ کتاب کا انتساب کرامت علی شہیدیؒ کے نام ہے۔ کتاب پہلی بار ۱۹۸۵ء میں اور دوسری بار ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔

حق دی تائید

○... یہ ایڈیٹر نعت کی پہلی مختصر منظوم مطبوعہ تصنیف ہے جس میں پنجابی کلام زیادہ ہے۔ دو نظمیں اردو میں ہیں۔ یہ کتابچہ ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔

منشورِ نعت

○... کتاب کے آخری صفحات (۱۳۳ یا ۱۷۴) میں پنجابی فردیات ہیں۔

انتخابِ نعت

۱۔ مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○○۔ ۱۹۷۳ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے دو رنگوں میں شائع کی۔ کتاب کے پہلے حصے میں کم عمر بچوں کی ذہنی استعداد کو سامنے رکھا گیا ہے اور دوسرے حصے میں ایسی نعتیں شامل کی گئیں ہیں جنہیں ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے طالبِ علم باآسانی سمجھ سکیں۔ کتاب ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ نعتِ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○○۔ کتاب کا نام تاریخی ہے۔ یہ ۱۹۸۲ء میں مرتب ہوئی اور پہلی بار اسی سال چھپی۔ دوسرا ایڈیشن بڑے سائز پر دو سال بعد شائع ہوا۔ کتاب میں ڈیڑھ سو سے زیادہ نعت گوؤں کا کلام شامل ہے۔

۳۔ نعتِ حافظ

○○۔ حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ دواوین کا انتخاب۔ پونے تین سو صفحات۔

۴۔ قلزمِ رحمت

○○۔ امیر مینائی کی نعتوں کا انتخاب۔ تحقیقی مقدمے کے ساتھ

۵۔ نعتِ کائنات

○○۔ جنگ پبلشرز کے زیرِ اہتمام، اصناف سخن کے اعتبار سے ایک ضخیم انتخاب نعت (مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ)

اسلامی موضوعات پر راجا رشید محمود کی کتابیں

۱۔ احادیث اور معاشرہ

○۔ اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر حضور سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین احادیثِ مقدسہ کی تشریح

۲۔ ماں باپ کے حقوق

○۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اہلِ ایمان کی اہم ذمہ داری پر ایک اہم کتاب جو اس موضوع پر نہایت اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

۳۔ حمد و نعت

○۔ مدحتِ خدا و رسولِ خدا (جلّ شانہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) پر ۲۶ مضامین اور ۴۹ منظومات کا حسین گلدستہ۔ ۲۰۸ صفحات

۴۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○۔ ۱۸ مضامین اور ۸۰ کے قریب میلادیہ نعتوں پر مشتمل ۳۳۶ صفحات کی کتاب، جس میں صرف میلاد ہی کے موضوع پر مواد ہے۔

۵۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○۔ ۲۰۸ صفحات کی اس کتاب میں ۱۸ مضامین اور ۵۷ منظومات ہیں جن سے اس شہر مقدس کے بارے میں اہلِ محبت کے جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔

تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

۱۔ اقبالؒ و احمد رضاؒ۔ مدحت گرانِ پیغمبرؐ

☆☆... حکیم الاُمت علاّمہ اقبالؒ اور مولانا احمد رضا بریلویؒ کی قدرِ مشترک پر ایک جامع تحریر۔ کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

۲۔ اقبالؒ، قائدِ اعظمؒ اور پاکستان

☆☆... بانیٔ پاکستان، شاعرِ مشرق اور مملکتِ خداداد کے بارے میں نہایت اہم مضامین۔ دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

۳۔ قائدِ اعظمؒ .... افکار و کردار

☆☆... بابائے قوم حضرتِ قائد اعظمؒ کی تقاریر کے حوالے سے ان کے افکار و کردار میں یکسانیت کے موضوع پر بصیرت افروز مضامین

۴۔ تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ء

☆☆... تحریک کے اسباب و علل اور اس کے عواقب و نتائج کا پہلا تاریخی و تحقیقی تجزیہ جو حقائق کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ ۴۶۴ صفحات کی اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن زیرِ طبع ہے۔

مزید تصانیف

۱۔ میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

○... سیرت و محبتِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف موضوعات پر فکر انگیز اور بصیرت افروز مضامین کا مجموعہ۔ دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

۲۔ قرطاسِ محبت

○... حضور رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت اور درود و سلام کی اہمیت پر تحریر کردہ مضامین کا مجموعہ

۳۔ سفرِ سعادت، منزلِ محبت

○... ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۱ء میں حرمین شریفین میں حاضری کی یادداشتیں جو بے تکلفی سے دل کی زبان میں تحریر کی گئی ہیں۔ ۲۲۸ صفحات

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بچے

○... ۱۴۸ عنوانات کے تحت بچوں پر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی شفقت و مرحمت کے روابط کا ذکر

۵۔ راج دُلارے

○... بچوں کے لیے نظمیں۔ دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱
ماہنامہ نعت لاہور